اسلامی معلومات

آسان زبان میں اسلامی، تاریخی،
اور مذہبی باتوں کا دلچسپ حال

نظر زیدی

احسن برادرز چوک انارکلی لاہور

Marfat.com

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

DATA ENTERED

بار اوّل سنہ ۱۹۹۴ء

قیمت تین روپے

شیخ ریاض ہمایوں نے نقوش پریس میں چھپوا کر
احسن برادرز۔ انار کلی لاہور سے شائع کی

Marfat.com

DATA ENTERED

۲۹۷ ۲۲۰
۱۱۵۶۷

فہرست

آپس کی باتیں	۷	صحابی	۲۴
ملکِ عرب	۹	خلفائے راشدین	۲۵
اسلام	۱۱	غزوہ	۲۶
نماز	۱۳	سریہ	۲۷
روزہ	۱۴	مسجدِ نبوی	۲۸
زکوٰۃ	۱۵	منبرِ نبوی	۳۰
حج	۱۶	ستونِ حنّانہ	۳۱
جہاد	۱۷	گنبدِ خضرا	۳۲
جزیہ	۱۹	کعبہ شریف	۳۴
ہمارے رسول	۲۰	کعبہ شریف کی موجودہ عمارت	۳۶

Marfat.com

کعبہ شریف کا غلاف ،	۳۸
حجرِ اسود ،	۴۰
مکہ معظمہ ،	۴۱
مدینہ منورہ ،	۴۴
زمزم ،	۴۶
رسول اللہ کی چیزوں کے نام ،	۴۸
حلف الفضول ،	۵۱
جیش اسامہؓ ،	۵۲
قرآن شریف ،	۵۶
حدیث ،	۵۸
فقہ ،	۵۹
بدر کا میدان ،	۶۰
احد کا میدان ،	۶۲
اصحاب صفہ ،	۶۴
حضورؐ کے زمانے میں کتنے لوگ مسلمان ہوئے	۶۵
اصحاب کہف ،	۶۶
جنت ،	۶۹
کوثر اور تسنیم ،	۷۲
حوریں ،	۷۳
غلمان ،	۷۴
رضوان ،	۷۵
دوزخ ،	۷۷
برزخ ،	۷۹
منکر نکیر	۸۰
حضرت آدمؑ	۸۱
حضرت حوّا ،	۸۴
حضرت نوحؑ ،	۸۵
حضرت نوحؑ کی کشتی	۸۸
شہر بابل ،	۸۹
حضرت ابراہیمؑ ،	۹۱
حضرت سارہ ،	۹۵
حضرت ہاجرہ	۹۶
حضرت اسمٰعیلؑ ،	۹۷

Marfat.com

حضرت یوسفؑ،	۱۰۰
حضرت موسیٰؑ،	۱۰۳
مدین،	۱۰۷
قارون،	۱۰۸
سامری،	۱۰۹
حضرت عیسیٰؑ،	۱۱۰
حواری،	۱۱۴
انجیل،	۱۱۶
حضرت ہودؑ،	۱۱۷
حضرت صالحؑ،	۱۱۹
حضرت سلیمانؑ،	۱۲۲
حضرت بلقیس،	۱۲۴
حضرت لوطؑ،	۱۲۶
حضرت ایوبؑ،	۱۲۸
حضرت الیاسؑ،	۱۳۱
حضرت داؤدؑ،	۱۳۴
ہیکل سلیمانی،	۱۳۷
مسجد عمر،	۱۳۹
جامع قرطبہ،	۱۴۲
الحمراء،	۱۴۷
مدینۃ الزہرا،	۱۴۹
مسجد آیا صوفیہ،	۱۵۱
طور پہاڑ،	۱۵۲
بنی اسرائیل،	۱۵۴
تیہ کا میدان،	۱۵۶
جبل الطارق،	۱۵۸
وادیٔ مکہ،	۱۶۰
قربانی،	۱۶۱
سوختنی قربانی،	۱۶۲
حطّہ،	۱۶۲
شلّم،	۱۶۲
سکے اور پیمانے،	۱۶۴
سکّے،	۱۶۶
فاصلے،	۱۶۸

قومِ عاد ، ۱۶۹
قومِ ثمود ، ۱۷۱
بنی ادوم ، ۱۷۴
بربر قوم ، ۱۷۶
ملکۂ سبا ، ۱۷۹
مغل قوم ، ۱۸۲
تاتاری ، ۱۸۴
ترک قوم ، ۱۸۵
شداد ، ۱۸۸
شیطان ، ۱۹۱
مصر اور سکندریہ ، ۱۹۳
مسلمانوں کی ایجادیں ، ۱۹۶
مدرسہ نظامیہ ، ۱۹۸
شہر نینوا ، ۱۹۹
مسجد کاردوین ، ۲۰۰

آپس کی باتیں

اس کتاب میں ہم نے کچھ ایسی باتیں اکٹھی کر دی ہیں جو ہر ایک مسلمان بچے کو لازمی طور پر معلوم ہونی چاہئیں۔ مفید اور ضروری ہونے کے علاوہ یہ باتیں حد سے زیادہ دلچسپ بھی ہیں۔

تمام عقل والے عالم یہ بات مانتے ہیں کہ ہمارا مقدس مذہب اسلام شروع زمانے سے ہے۔ اس وقت سے اب تک جو تاریخی شخصیتیں گذری ہیں یا مسلمانوں نے جو خاص خاص کام کئے ہیں اور اسلام کی جو خاص خاص باتیں ہیں ان میں سے اکثر کا حال آپ اس کتاب میں پڑھیں گے۔

یہ مضمون بہت پھیلا ہوا تھا۔ اس لئے یہ دعویٰ تو کسی طرح بھی نہیں کیا جا سکتا کہ ساری باتیں جمع کر دی گئی ہیں یا ان کا پورا پورا حال لکھ دیا گیا ہے اس چھوٹی سی کتاب کو ایسا مکمل بنانا کسی طرح بھی ممکن نہ تھا نہ کوئی ایک آدمی

Marfat.com

یہ کام پورا کر سکتا ہے ہم تو صرف یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ جان پہچان کے طور پر ایسی بہت سی باتیں درج کر دی ہیں جن کا حال جاننا ہر مسلمان بچے کے لئے ضروری ہے۔

مسلمان بچوں کے علاوہ اس کتاب کو دوسری قوموں کے وہ اچھے بچے بھی اپنے لئے فائدہ مند اور دلچسپ پائیں گے جو ہر چیز کو اس کی اصلی صورت میں دیکھنا چاہتے ہیں۔

اپنی اس معمولی سی کوشش کے بارے میں ہماری دعا ہے کہ اللہ پاک اسے مقبول بنائے اور اس کے ذریعے زیادہ سے زیادہ اچھائی پھیلے۔

نظر زیدی
(۲۲ دسمبر ۵۵ء)

نولکھا پارک، لاہور

Marfat.com

ملکِ عرب

(آپ سب جانتے ہیں ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ملک عرب میں پیدا ہوئے۔ آپ ہی کی وجہ سے یہ ملک دنیا بھر میں مشہور ہوا ورنہ
پہلے اس کی حیثیت بالکل معمولی تھی۔

عرب ایک جزیرہ نما ہے جزیرہ نما اس ملک کو کہتے ہیں جس کے تین طرف
سمندر اور ایک طرف خشکی ہو جس کے چاروں طرف سمندر ہو اسے جزیرہ کہتے ہیں۔
عرب کے مغرب کی طرف بحیرۂ احمر، مشرق کی طرف بحر عمان اور خلیج فارس اور
جنوب کی طرف بحیرۂ ہند ہے۔

یہ ملک لمبائی میں ۱۰۰۰ میل اور چوڑائی میں ۶۲۲ میل ہے اس حساب سے
اس کا کل رقبہ ۱۰۶۶۰۰ مربع میل بنتا ہے۔ ملک فرانس سے مقابلہ کریں تو یہ
رقبہ اس سے چھ گنا زیادہ بڑا ہے۔[1]

عرب کا زیادہ علاقہ ریگستان ہے۔ جہاں نہ کھیتی باڑی ہو سکتی ہے نہ کھیتیاں

---

[1] تمدن عرب۔ از ڈاکٹر لیبان

Marfat.com

آباد کی جا سکتی ہیں۔ کیونکہ ان دونوں چیزوں کے لئے پانی کی ضرورت ہوتی ہے اور ریگستان میں پانی بہت کم ہوتا ہے۔ اب اللہ پاک نے اس ملک کے رہنے والوں پر یہ مہربانی کی ہے۔ کہ اس ریتلی زمین میں ہی تیل کے چشمے ظاہر کر دیے ہیں جن کی وجہ سے وہاں کی حکومت کو بہت زیادہ آمدنی ہوتی ہے)

(اور ملکوں کی طرح ملک عرب بھی کئی حصوں میں بٹا ہوا ہے ایک حصے کو یمن کہتے ہیں۔ دوسرے کو حجاز اور تیسرے کو نجد۔ مکہ۔ مدینہ۔ طائف۔ ریاض اور صنعا اس ملک کے مشہور شہر ہیں۔ ریاض نجد کا دارالحکومت ہے۔ حجاز اور نجد پر سعودی خاندان حکومت کرتا ہے)

نجد اس ملک کا درمیانی علاقہ ہے جس کے معنی بلند کے ہیں۔

عرب میں دریا اور چشمے تو کم ہی ہیں لیکن پہاڑوں کے کئی سلسلے ہیں زیادہ پہاڑ ایسے ہیں جن پر نہ درخت ہیں نہ جڑی بوٹیاں اور گھاس۔

سب سے اونچی پہاڑی چوٹی ۷۰۳۰ فٹ بلند ہے۔

(اس ملک کا یہ نام کیوں مشہور ہوا۔ اس کے بارے میں دو باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ نام لفظ عاربہ سے نکلا ہے جس کے معنی صحرا کے ہیں۔ دوسرا خیال یہ ہے کہ یہ نام لفظ غرب سے بنا ہے۔ تاریخ لکھنے والے عالموں نے بتایا ہے جو قبیلے دریائے فرات کے غرب یعنی مغرب کی طرف آباد ہوتے انہیں غربی کہا جاتا تھا یہی لفظ آگے چل کر عرب بن گیا تھا

Marfat.com

اسلام

اسلام اس مذہب کا نام ہے جس پر ہم مسلمان چلتے ہیں۔ ہمارا ایمان یہ ہے کہ یہ کوئی نیا راستہ نہیں بلکہ سچائی کا وہی قانون ہے جس پر دنیا کے تمام شریف لوگ چلتے آئے ہیں۔ قرآن حکیم کی تعلیم کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے بھی رسول اور نبی آئے وہ سب اسلام ہی کا پیغام لے کر آئے تھے۔ اللہ کے ان مبارک بندوں کی تعداد ایک لاکھ اور چوبیس ہزار بتائی جاتی ہے۔

اسلام کے معنی سلامتی کے راستے کے ہیں۔ یہ مذہب ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہم اللہ پاک کے سوا کسی کی بھی عبادت نہ کریں۔ یہ ایمان رکھیں کہ وہی ہماری موت اور زندگی اور بھلے برے کا مالک ہے۔ عزت، ذلت اور روزی سب کچھ اسی کی طرف سے ہے۔ اس عقیدے کو توحید کا عقیدہ

Marfat.com

کہتے ہیں اور یہ ہمارے مذہب کی بنیاد ہے۔

اِنسان کو دنیا میں کس طرح زندگی گذارنی چاہیئے۔ اِس کے بارے میں اِسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جتنی بھی اچھی باتیں ہیں انہیں اختیار کرنا چاہیئے اور جتنے بھی برائی کے کام ہیں انہیں چھوڑ دینا چاہیئے۔

نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکواۃ اور جہاد اِسلام کے خاص ارکان ہیں۔ ان کاموں کو کرنا ضروری ہے۔ جو کوئی جان بوجھ کر ان میں سے کسی فرض کو چھوڑ دیتا ہے وہ مسلمان نہیں رہتا ؞

Marfat.com

نماز

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اللہ پاک کی عبادت کرنے کا نام نماز ہے۔ عربی زبان میں اس عبادت کو صلوٰۃ کہتے ہیں جس کے معنی جلا دینے کے ہیں۔ کیونکہ یہ گناہوں کو جلا دیتی ہے۔ اللہ پاک نے فرمایا ہے۔ نماز بے حیائی اور گناہوں سے بچائے گی۔

اسلام نے پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے۔ قرآن شریف میں اس عبادت کی سب سے زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ نماز بالغ مردوں اور عورتوں دونوں پر فرض ہے۔ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے یا اس کا انکار کر دے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

روزہ

ہر بالغ اور تندرست مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ رمضان شریف کے مہینے میں سورج نکلنے سے لے کر سورج ڈوبنے کے وقت تک کھانا پینا بند رکھے۔ اور جن دوسری باتوں سے منع کیا گیا ہے۔ ان سے رکا رہے۔ اس عبادت کو روزہ کہتے ہیں۔ رمضان شریف کے دنوں کے علاوہ بھی روزہ رکھا جا سکتا ہے۔ اسے نفلی روزہ کہتے ہیں۔

Marfat.com

زکوٰۃ

جو مسلمان اتنے امیر ہیں۔ کہ اپنے ضروری خرچ پورے کرنے کے بعد سال کے آخیر میں ان کے پاس اتنی قیمت کا مال بچ رہتا ہے جس سے ۵۲½ تولے چاندی یا ۷½ تولے سونا خریدا جاسکے ان کے لئے ضروری ہے کہ اس مال کا چالیسواں حصہ اللہ کے نام پر اسلامی حکومت کے خزانے میں جمع کرا دیں۔ اس محصول کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔ اگر اسلامی حکومت کی طرف سے ایسا انتظام نہ ہو تو یہ روپیہ خود اچھے کاموں میں خرچ کرنا چاہیئے۔

از مولانا اشرف علی تھانوی

Marfat.com

حج

جو مسلمان زکواۃ ادا کرتے ہوں انہیں شریعت کی زبان میں صاحبِ نصاب کہتے ہیں۔ اگر ایسے لوگوں کے پاس اتنا روپیہ اکٹھا ہو جائے جس سے اپنے خاندان کے لوگوں کے کھانے پینے کا انتظام کر کے مکہ معظمہ تک کا سفر کرنے اور وہاں اور ضرورتیں پوری ہونے کا انتظام ہو سکے ان کے لئے ضروری ہے کہ زندگی میں ایک بار کعبہ شریف کی زیارت کو جائیں اور ذوالحجہ کے مہینے میں وہ باتیں پوری کریں جنہیں حج کے مناسک کہتے ہیں۔

اگر کوئی شخص ایک بار سے زیادہ یہ سفر کرے تو اس کے لئے زیادہ ثواب ہے۔ حج کرنے کے بعد انسان کے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ صرف وہ گناہ معاف نہیں ہوتے جو کسی بے گناہ انسان کو ستانے یا اس کا حق دبا لینے کی وجہ سے اسی کے نام لکھے جاتے ہیں۔

Marfat.com

جہاد

اپنے آپ کو ہر طرح اچھا بنا لینے کے علاوہ اللہ پاک نے ہر مسلمان کے لئے یہ بات بھی ضروری قرار دی ہے. کہ وہ دوسروں کو نیک اور اچھا بنانے کی کوشش کرتا رہے. دنیا سے ظلم کو مٹانے اور نیکی کو پھیلانے کی کوشش کرے.

اس مبارک کوشش کو جہاد کرنا کہتے ہیں. یہ زبان سے بھی ہو سکتا ہے (اچھی بات کہہ کر اور بری باتوں سے روک کر) قلم سے بھی ہو سکتا ہے اور تلوار سے بھی.

تلوار سے جہاد کرنا صرف اس صورت میں درست ہے جب مسلمانوں کا امیر حکم دے. امیر کے لئے ضروری ہے جب کبھی ایسا موقع پیش آئے اپنے عقل والے ساتھیوں کو پاس بٹھا کر ساری باتوں پر غور کرے. اور پھر مخالفوں کو باقاعدہ اس بات کی اطلاع دیدے. کہ اگر تم نے اپنی برائیوں اور ظلم سے توبہ نہ کی تو ہم تمہارے اوپر چڑھائی کر دیں گے.

Marfat.com

جہاد میں اِس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ کسی عورت، بچے، بوڑھے یا بے گناہ آدمی کو مسلمان مجاہدوں کے ہاتھ سے تکلیف نہ پہنچے نہ دشمنوں کے عبادت خانے، باغ اور کھیت برباد کئے جائیں۔ اِس کے علاوہ یہ نیت ہو کہ یہ لڑائی ہم مال و دولت اکٹھا کرنے کے لئے نہیں لڑ رہے بلکہ اللہ کے دین کا بول بالا کرنے کے لئے لڑ رہے ہیں:

Marfat.com

جزیہ

جزیہ ایک خاص قسم کے ٹیکس کو کہتے ہیں۔ یہ ٹیکس ان غیر مسلموں سے لیا جاتا ہے جو لڑائی میں مسلمانوں کا مقابلہ نہ کر سکیں اور یہ اقرار کریں کہ اپنے مذہب پر چلتے ہوئے بھی ہم امن اور انصاف کی زندگی گذاریں گے۔

ایسے لوگوں کو ذمی کہا جاتا ہے اور مسلمانوں کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ ان کی عزت آبرو اور جان و مال کی حفاظت کریں۔

اس سلسلے میں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مسلمان کسی قوم سے یونہی لڑائی نہیں چھیڑ سکتے۔ نہ دوسرے ملکوں کے غیر مسلموں کو ذمی کہہ سکتے ہیں مسلمانوں کی لڑائی صرف ان لوگوں سے ہے جو دنیا میں برائی پھیلا رہے ہوں۔ اسی وجہ سے اس لڑائی کو جنگ کی جگہ جہاد کہا گیا ہے۔ اور ذمی صرف وہ لوگ کہلاتے ہیں جو تلوار لے کر مسلمانوں سے لڑ سکتے ہوں۔ لیکن لڑنے کی جگہ امن سے رہنا پسند کریں۔

Marfat.com

ہمارے رسولؐ

ہم مسلمان دنیا کے کسی حصے میں بھی رہتے ہوں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امت میں ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ اللہ پاک کے آخری رسول ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ پاک نے آپؐ کے ذریعے بھلائی پر چلنے کے وہ سارے اصول انسانوں تک پہنچا دیے ہیں جن کی ضرورت تھی۔

ہمارے حضورؐ مکّہ میں رہنے والے ایک عزت والے قبیلے قریش میں پیدا ہوئے تھے۔ آپؐ کے والد صاحب کا نام حضرت عبداللہ اور والدہ صاحبہ کا نام حضرت آمنہ ہے حضرت عبداللہ حضرت عبدالمطلب کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے جو قریش کے سب سے بڑے سردار تھے۔ عیسوی سن کے حساب سے آپ کی پیدائش کا سال ۵۷۱ء ہے۔

جس وقت آپ دنیا میں تشریف لائے آپ کے والد صاحب کا انتقال ہو چکا تھا۔ یتیمی کی حالت میں پہلے دادا صاحب نے پرورش کیا پھر پیارے

Marfat.com

چچا حضرت ابوطالب کے گھر رہے۔

۲۵ سال کی عمر میں آپؐ نے قریش کی ایک عزت والی خاتون حضرت خدیجہؓ کے ساتھ شادی کی۔ شادی کے وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر ۴۰ سال تھی۔

۴۰ سال کی عمر ہوئی تو وحی لے کر آنے والے فرشتے حضرت جبریلؑ کی معرفت اللہ پاک نے یہ اچھی خبر بھیجی۔ کہ آپ کو رسول بنایا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ حکم دیا۔ کہ جو لوگ سچائی کا راستہ چھوڑ کر برے کاموں میں پھنس گئے ہیں انہیں سیدھے راستے کی طرف بلائے!

اللہ پاک کے اس حکم کے مطابق حضورؐ ۲۳ سال تک تبلیغ کرتے رہے، دین کی اچھی باتیں دوسروں تک پہنچانے کو تبلیغ کہتے ہیں۔ لوگوں کی بھلائی کا یہ کام کرتے ہوئے آپ کو بہت سی تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔ مکہ کے بڑے بڑے سردار آپ کے دشمن بن گئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو شہید کر دینے کا مشورہ کیا۔ لیکن اللہ نے ان کے اس ارادے کی پہلے سے خبر دے دی اور حکم دیا کہ یہ شہر چھوڑ کر اب آپ مدینہ چلے جائیے!!

مدینہ میں رہنے والے دو قبیلوں اوس اور خزرج کے لوگ بہت اچھے تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے حضور صلعم اور آپ کے

Marfat.com

ساتھ آنے والے مسلمانوں کی بہت زیادہ مدد کی۔ ان لوگوں کو انصار کہتے ہیں۔ جو مسلمان اپنا پیارا وطن مکہ چھوڑ کر مدینہ آ گئے تھے۔ انہیں مہاجرین (ہجرت کرنے والے) کہتے ہیں۔ ہجرت کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنا ایمان بچانے کے لئے اپنا وطن چھوڑ کر کسی اور جگہ چلا جائے۔

اللہ پاک کا وعدہ ہے جو کوئی نیکی کے راستے پر چلے اُسے دنیا میں کامیابی دی جاتی ہے۔ اس وعدے کے مطابق تھوڑے ہی دنوں میں مسلمانوں کی طاقت بہت بڑھ گئی۔ یہاں تک کہ انہوں نے مکہ شہر فتح کر لیا۔ مکہ فتح ہونے کے بعد عرب کے بہت سے قبیلے مسلمان ہو گئے اور ایک بڑی اسلامی حکومت قائم ہو گئی۔

١١٥٦٧

جس وقت پیارے حضورؐ کی عمر شریف ۶۳ سال ہوئی تو اللہ کے گھر سے بلاوا آ گیا اور آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔ ۴۰ سال سے ۶۳ سال تک کل ۲۳ سال کے تھوڑے سے عرصے میں آپ نے اتنا بڑا کام کیا کہ کفر کا خاتمہ ہو گیا اور اسلام کی حکومت قائم ہو گئی۔ بتوں کی جگہ اللہ پاک کا نام پکارا جانے لگا اور ہر آدمی عزت اور آرام کی زندگی گزارنے لگا۔

اس وقت سے اب تک جہاں کہیں بھی اسلام کے اصولوں پر عمل کیا گیا۔ لوگوں کو سچا امن اور انصاف ملا۔ انسانی نسل پر ہمارے

Marfat.com

حضورؐ کا یہ اتنا بڑا احسان ہے۔ کہ سب کو آپ کا شکر گذار ہونا چاہیے اور عزت کے ساتھ یاد رکھنا چاہیے۔

Marfat.com

صحابی

عربی زبان میں صحابی اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کسی کی صحبت میں بیٹھتا ہو۔ لیکن اب یہ لفظ صرف ان لوگوں کے لئے بولا جاتا ہے جو اسلام کی اچھی باتوں کو مان کر ہمارے حضورؐ کے ساتھ رہتے تھے اور ہر کام میں آپ کی مدد کرتے تھے۔

ہمارے حضورؐ کے صحابی دو گروہوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک مہاجر دوسرے انصار۔ مہاجر انہیں کہتے ہیں جو ہجرت کر کے مدینہ میں آباد ہوئے تھے۔ اور انصار ان کا نام پڑا جنہوں نے مہاجروں کی مدد کی۔ انصاری کے معنی مدد کرنے والے یا دوست کے ہیں۔

Marfat.com

خلفائے راشدین

عربی زبان میں خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں۔ ہمارے حضورؐ کے انتقال کے بعد جن بزرگوں نے اسلامی حکومت کا کام چلایا انہیں خلفائے راشدین کہتے ہیں۔ ان کی گنتی چار ہے۔ پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، دوسرے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، تیسرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور چوتھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

ان چاروں کے بعد خلافت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اگرچہ دوسرے حاکم بھی اپنے آپ کو خلیفہ ہی کہتے رہے۔ لیکن انہوں نے بادشاہوں کے سے طریقے اختیار کر لئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جیسا ایک آدھ ہی اللہ کا بندہ ایسا ہوا جس نے اسلام کے حکم کے مطابق حکومت کی۔

غزوہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ پاک نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ اگر کسی جگہ کوئی ظالم حاکم بے گناہوں کو ستا رہا ہو یا کوئی تمہارے اوپر حملہ کرے تو تلوار لے کر اس کا مقابلہ کرو۔ اس حکم کے مطابق ہمارے حضورؐ نے کافروں کے ساتھ بہت سی لڑائیاں لڑیں۔ ان میں جنگ بدر، جنگ احد، جنگ خندق، جنگ خیبر اور فتح مکہ خاص طور پر مشہور رہیں۔

اسلامی تاریخ میں ان لڑائیوں کو غزوات بھی کہا جاتا ہے۔ غزوات لفظ غزوہ کی جمع ہے اور غزوہ اس جنگ کو کہتے ہیں جس میں حضور صلعم خود شریک ہوئے ہوں اور آپ نے جنگ کا نقشہ بنایا ہو۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

سریہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سریہ اس جنگ کو کہتے ہیں جس میں حضور ﷺ نے خود شرکت نہ کی ہو بلکہ اپنے صحابہ میں سے تھوڑے سے آدمیوں کو کافروں کے ساتھ لڑنے کے لئے بھیج دیا ہو۔

Marfat.com

مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

یہ نام مدینہ شریف کی اس مقدس مسجد کا ہے جس کے بنانے میں خود نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے بڑے صحابہ نے حصہ لیا تھا۔ جب کافروں کی دشمنی کی وجہ سے ہمارے حضورؐ کو اپنا پرانا وطن مکہ چھوڑنا پڑا اور آپ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو آپ نے اللہ پاک کی عبادت کرنے کے لئے ایک مسجد تعمیر کی۔

جس زمین پر یہ مبارک مسجد بنائی گئی وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی۔ انہوں نے کہا ہم اس کی قیمت نہیں لیتے۔ لیکن حضور صلعم نے یہ بات منظور نہ فرمائی۔ باقاعدہ قیمت ادا کر کے مسجد بنانے کا کام شروع کیا۔

اب تو خدا کے فضل سے یہ مسجد ایسی شاندار ہے کہ اسے دنیا کی بڑی بڑی عمارتوں میں گنا جاتا ہے۔ اس کی شان و شوکت اور خوبصورتی کا اندازہ صرف اس ایک بات سے کیا جا سکتا ہے کہ ۱۹۵۶ء میں سعودی

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

Marfat.com

عرب کے سلطان نے اس کی مرمت کرائی تو اس پر تقریباً ایک ارب روپیہ خرچ کیا گیا۔ لیکن شروع میں یہ مقدس مسجد ایسی نہ تھی۔ اس کی دیواریں کچی تھیں اور کھجور کے پتوں کی چھت ڈالی گئی تھی۔ تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے جب بھی زور کی بارش ہوتی تھی تو مسجد کے اندر کیچڑ ہو جاتی تھی اور نمازیوں کو گیلی زمین پر ہی نماز ادا کرنی پڑتی تھی۔

تعمیر کے وقت ہمارے آقا اور اللہ پاک کے سچے رسول اپنے مبارک ہاتھوں سے گارا وغیرہ اٹھا کر لاتے تھے اور دیواریں اٹھانے والے صحابہ کو دیتے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

بعد میں جب اسلامی سلطنت خوب مضبوط ہو گئی اور دُور دُور کے ملکوں میں رہنے والے مسلمان اس مبارک مسجد کی زیارت کے لئے آنے لگے تو آس پاس کے مکانات خرید کر اور ان کی زمین شامل کر کے اُسے بڑا کیا گیا۔ یہ کوشش کئی بار کی گئی۔ آخری اضافہ حال ہی میں اس وقت کیا گیا جب سلطان ابن سعود نے اپنی خاص نگرانی میں اس کی مرمت کرائی۔ اب اس کا رقبہ ۱۶۳۲۱ میٹر ہے۔ ایک نیا دروازہ بھی بنایا گیا ہے جس کا نام باب انسا ہے۔ اس طرح مسجد کے دروازوں کی گنتی نو اور چھت کو سہارا دینے والے ستونوں کی ۲۲۴ ہو گئی ہے۔[1]

---

[1] روزنامہ نوائے وقت لاہور

Marfat.com

منبر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[illegible]

ممبر اس اونچی جگہ کو کہتے ہیں جس کے اوپر چڑھ کر مسجد کا امام خطبہ دیتا ہے۔ ہمارے حضور کے زمانے میں مسجد بننے کے چار سال بعد لکڑی کا ایک ممبر بنایا گیا تھا۔ جس بڑھئی نے یہ ممبر بنایا تھا اس کا نام میمون رومی تھا۔ ٦٥٤ھ میں آگ لگنے کا حادثہ پیش آیا تو یہ مبارک ممبر ضائع ہو گیا۔

Marfat.com

ستونِ حنّانہ

صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضور صلعم کے مبارک زمانے میں مسجد کی چھت کو سہارا دینے کے لئے کھجور کے تنے کا ایک ستون لگایا گیا تھا۔ ہمارے حضور حبیب خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو آپ کی پشت مبارک اس ستون سے لگی ہوتی تھی۔ اس ستون کا نام ستون حنّانہ تھا۔

Marfat.com

گنبدِ خضرا

جو لوگ مدینہ شریف کی زیارت کے لئے جاتے ہیں انہیں دُور ہی سے ایک بہت بڑا سبز گنبد دکھائی دیتا ہے۔ یہ مقدس گنبد جس کا نام گنبدِ خضرا ہے ہمارے آقا اور اللہ کے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزارِ مبارک پر بنایا گیا ہے۔

اللہ کے رسولوں کے بارے میں یہ قاعدہ رہا ہے کہ جس جگہ ان کا انتقال ہوتا تھا انہیں اسی جگہ دفن کیا جاتا تھا۔ ہمارے حضورؐ نے اپنی پیاری بیوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے اندر وصال فرمایا تھا۔ اِس لئے آپ کو اسی جگہ دفن کیا گیا۔

یہ گنبد اور مزار مبارک کی چار دیواری حد سے زیادہ خوبصورت ہونے کے علاوہ بے حد مضبوط ہے۔ اس کی بنیادوں میں کافی نیچے تک دھاتیں بھر دی گئی ہیں۔ یہ کام ایک نیک دل بادشاہ نورالدین زنگی نے کیا تھا

اور اس احتیاط کی وجہ یہ تھی کہ اس کے زمانے میں برے خیال کے دو عیسائیوں نے یہ کوشش کی کہ زمین کے اندر ہی اندر سرنگ نکال کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے مزار مبارک تک پہنچ جائیں اور آپ کے جسدِ اطہر کو نکال کر لے جائیں۔

یہ برے آدمی بھیس بدل کر مدینہ آ گئے اور مکان کرائے پر لے کر رہنے لگے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے عبادت کا ڈھونگ رچائے رکھتے اور رات بھر سرنگ کھودتے لیکن اللہ کے سچے رسول کی شان میں وہ ایسی گستاخی کس طرح کر سکتے تھے!

ایک رات حضورؐ نے سلطان نور الدین زنگیؒ کو یہ بشارت دی کہ ان برے آدمیوں کو یہ گستاخی کرنے سے روکو! خواب میں ان کے مکان کا پتہ بھی بتایا گیا اور ان کا حلیہ بھی دکھا دیا گیا۔

صبح کو جاگتے ہی نیک دل سلطان نے تحقیق کرنے کا حکم دیا اور جو باتیں بتائی گئی تھیں وہ ساری سچ ثابت ہوئیں۔ انہیں گرفتار کر کے سخت سزا دی گئی۔ اور پھر ایسا انتظام کر دیا گیا کہ کوئی بھی مزار مبارک تک نہ پہنچ سکے۔

Marfat.com

کعبہ شریف

کعبہ شریف جس کی طرف منہ کر کے ہم سب نماز پڑھتے ہیں۔ دنیا بھر میں وہ سب سے پہلی مسجد ہے جو اللہ پاک کی عبادت کرنے کے لئے بنائی گئی۔ سب سے پہلے اسے حضرت آدم علیہ السلام نے تیار کیا تھا۔

حضرت آدم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد جب لوگوں نے سچائی کا راستہ چھوڑ دیا اور بتوں اور چاند ستاروں وغیرہ کی پوجا میں لگ گئے تو اس مسجد کی دیواریں گر گئیں اور رفتہ رفتہ اس کا نشان بھی مٹ گیا۔

عزت والے پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اس مبارک مسجد کو دوبارہ بنایا۔ یہ واقعہ اب سے تقریباً پانچ ہزار برس پہلے کا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو عمارت بنائی تھی وہ ۹ گز اونچی۔ ۳۲ گز لمبی اور ۲۲ گز چوڑی تھی۔ نہ اس کے اوپر چھت ڈالی گئی تھی نہ کواڑ

لگائے گئے تھے۔

سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے جب یہ عمارت اچھی حالت میں نہ رہی تو ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت قصیؒ بن کلاب نے اُسے گرا کر دوبارہ بنایا۔ اور اب اس کے اوپر کھجور کی لکڑی کے تختوں کی چھت بھی ڈالی گئی۔

چوتھی بار خود حضور صلعم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں یہ عمارت بنائی گئی کیونکہ ایک سال پانی کا سخت سیلاب آیا اور حضرت قصیؒ کی بنائی ہوئی دیواریں پھٹ گئیں۔ اس وقت ہمارے حضور کو نبوت نہ ملی تھی۔

پانچویں بار اللہ کے اس عزت والے گھر کو بنی امیہ کے زمانے میں بنایا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حجاج بن یوسف کی فوجوں میں لڑائی ہوئی تو حجاج نے کعبہ شریف پر بھی آگ برسائی۔

کعبہ شریف کی موجودہ عمارت

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسلامی حکومت قائم کی تھی جب اس کی طاقت بڑھی اور مسلمانوں نے مصر، ایران، شام، افریقہ، اندلس، افغانستان اور ہندوستان وغیرہ بہت سے ملکوں کو فتح کر لیا اور روپے پیسے کی ریل پیل ہو گئی تو کعبہ شریف کی عمارت کو بھی بڑھایا گیا اور اسے خوب سجایا گیا۔

کعبہ شریف کی اصلی عمارت تو اتنی ہی ہے لیکن اس کے صحن کو بہت بڑھایا گیا ہے۔

تمدن عرب نام کی کتاب کے لکھنے والے فرانسیسی مصنف ڈاکٹر لیبان نے اپنی کتاب میں کعبہ شریف کی موجودہ عمارت کا حال لکھا ہے وہ لکھتے ہیں:۔

"کعبہ شریف کی موجودہ عمارت سوا تیرہ گز اونچی، چھ گز لمبی اور چار گز

Marfat.com

چوڑی ہے اور اسے چکنے پتھر سے بنایا گیا ہے۔ اندر جانے کے لیئے صرف ایک ہی راستہ ہے اور یہ بالکل تنگ ہے۔ اس کی چوکھٹ زمین سے سوا دو ہاتھ اونچی ہے۔ صرف حج کے زمانے میں سیڑھی لگائی جاتی ہے۔

اندر کا فرش سنگ مرمر یعنی سفید رنگ کے قیمتی پتھر کا ہے دیواریں کتبوں سے سجائی گئی ہیں۔ دیواروں پر نہایت قیمتی اور خوشنما پتھروں کا استر لگایا گیا ہے مغرب کی طرف والی دیوار میں چاندی کی چھ محرابیں جڑی ہوئی ہیں۔ یہ محرابیں جو ان آدمی کے قد کے برابر اونچی ہیں۔ اور ان میں سونے اور چاندی کے پھول جڑے ہوئے ہیں۔ درمیان میں کالے رنگ کی مینا کاری ہے۔

کعبہ شریف کی دیواروں کو زمین سے لے کر سوا گز کی اونچائی تک اصلی حالت میں رکھا گیا ہے یعنی ان پر استر کاری نہیں کی گئی۔ اس کے اوپر نہایت عمدہ پھول بنائے گئے ہیں۔ جسے گلکاری کہتے ہیں۔ دیواروں کے باہر سنگ اسود یعنی سیاہ پتھر جڑا ہوا ہے ؛

Marfat.com

کعبہ شریف کا غلاف

کعبہ شریف کی پوری عمارت پر نہایت قیمتی کپڑے کا غلاف پڑا رہتا ہے۔ سنہ ۱۹۶۲ء تک یہ غلاف ملک مصر کی حکومت کی طرف سے تیار کرایا جاتا تھا۔ اور اسے نہایت شان کے ساتھ مکہ شریف بھیجا جاتا تھا اس کے جلوس میں مصر کی حکومت کے بڑے بڑے افسر پیدل چلتے تھے جب اس ملک پر بادشاہ کی حکومت تھی خود بادشاہ بھی پیدل ساتھ چلتا تھا۔ ۱۹۶۲ء میں سعودی عرب کی حکومت نے یہ غلاف پاکستانی کاریگروں سے بنوایا۔

کعبہ شریف کا غلاف زمین سے کئی ہاتھ اونچا ہوتا ہے اور اس طرف سے کھلا رہتا ہے جس طرف حجر اسود جڑا ہوا ہے۔ حج کے دنوں میں ایک سنہری پٹکا باندھا جاتا ہے جس کے اوپر قرآن شریف کی آیتیں لکھی ہوئی ہوتی ہیں۔ [redacted]

حضرت آدمؑ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں کعبہ

Marfat.com

شریف کی عمارت پر غلاف چڑھانے کا رواج نہ تھا۔ سب سے پہلا غلاف یمن کے ایک بادشاہ اسعد تبع حمیری نے چڑھایا جو قیمتی چادروں سے تیار کیا گیا تھا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت قصیّ بن کلاب نے غلاف تیار کرنے کے لیئے عرب قبیلوں پر ایک خاص ٹیکس لگا دیا تھا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانے میں یمنی چادروں کا غلاف ہی چڑھایا جاتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قباطی نام کے قیمتی کپڑے کا غلاف چڑھایا گیا اور جب بنی امیہ کی حکومت قائم ہوئی تو دیبا نام کے اور بھی قیمتی کپڑے سے تیار کیا جانے لگا۔

عباسی خاندان کے خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے میں کعبہ شریف کا غلاف ایک سال میں تین بار بدلا جاتا تھا۔ حج کے دنوں میں سُرخ رنگ کے دیبا کا۔ رجب میں قباطی کا۔ عید الفطر کے موقع پر سفید دیبا کا۔ آجکل غلاف کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔

سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے غلاف کی تیاری کے لیئے دو گاؤں وقف کر دیئے تھے یعنی ان کی ساری آمدنی اس کام پر صرف ہوتی تھی۔ ترکی کے مشہور سلطان سلیمان قانون نے چھ گاؤں اور بڑھا دیئے تھے[1]۔

[1] تمدن عرب۔ از ڈاکٹر لیبان

Marfat.com

حجرِ اسود

حجر عربی زبان میں پتھر کو کہتے ہیں اور اسود کے معنی سیاہ کے ہیں۔ یہ نام اس مقدس پتھر کو دیا گیا ہے جو کعبہ شریف کی ایک دیوار میں لگا ہوا ہے۔

اس مقدس پتھر کے بارے میں یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے دنیا میں بھیجا گیا تو آپ اس پتھر کو جنت سے اپنے ساتھ لائے تھے۔

جو لوگ حج کرنے کے لئے جاتے ہیں ان کے لئے اس پتھر کو چومنا ضروری ہے۔ اور اس سے اس کے مبارک اور مقدس ہونے کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

مکّہ معظّمہ

مکہ معظمہ ملک عرب کا مقدس شہر ہے، یہی وہ مبارک جگہ ہے جہاں ہمارے آقا اور اللہ کے سچّے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پیدا ہوئے۔ اس بہت بڑی عزت کے علاوہ اس شہر کو تاریخی لحاظ سے بھی بہت بڑا درجہ حاصل ہے۔ تاریخ لکھنے والے عالم یہ بات بتاتے ہیں کہ ملک عرب کا سب سے پرانا شہر یہی ہے۔

مکہ معظمہ کی ایک اور بہت بڑی خصوصیت یہ ہے۔ کہ کعبہ شریف کی عمارت یہیں ہے۔ کعبہ شریف کے بارے میں تو آپ جانتے ہی ہیں نا! یہ دنیا کی وہ سب سے پہلی مسجد ہے جو اللہ پاک کی عبادت کرنے کے لئے بنائی گئی۔ اور اس کے بنانے والوں میں اللہ کے بڑے بڑے رسول شامل ہیں۔

یہ تاریخی بستی کب سے آباد ہے اس کے بارے میں تحقیق کرنے

Marfat.com

والے عالم یہ بتاتے ہیں کہ یہ اس وقت سے آباد ہے جب تمام انسانوں کے باپ اور اللہ پاک کے سچے رسول حضرت آدمؑ دنیا میں تشریف لائے تھے۔

شیطان مردود کے بہکانے میں آکر جس وقت حضرت حوّا اور حضرت آدم علیہ السلام نے اس درخت کا پھل کھا لیا جس کے بارے میں انہیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ اس کے قریب بھی نہ جانا تو ان دونوں کو جنت سے نکال کر زمین پر بھیج دیا گیا اور سزا کے طور پر زمین کے الگ الگ حصوں میں اتارا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں یہ بات بتائی جاتی ہے کہ وہ اس جگہ اتارے گئے تھے جسے آج کل سراندیپ کا جزیرہ کہا جاتا ہے۔

یہ دونوں ایک دوسرے سے الگ ہونے کے غم میں روتے رہے اور اس بات کے لئے توبہ استغفار کرتے رہے کہ ہم نے رب العزت کے حکم کو بھلا دیا تھا۔ آخر خدا نے ان کی توبہ قبول کر لی اور انہیں اس جگہ آپس میں ملا دیا گیا جس جگہ شہر مکہ آباد ہے۔ اسی جگہ ان دونوں نے اپنی زندگی گذاری۔

یہ بات آپ جانتے ہی ہیں۔ زلزلوں اور طوفانوں کی وجہ سے زمین کے اندر بڑی بڑی تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔ انہی تبدیلیوں کی وجہ سے

Marfat.com

یہ شہر بھی مٹ گیا۔ بہت دن بعد دوبارہ اس وقت آباد ہوا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی پیاری بیوی حضرت ہاجرہ اور عزیز بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو یہاں آباد کیا۔ حضرت اسمٰعیلؑ کی ایڑھی لگنے سے اس جگہ زمزم کا چشمہ جاری ہوا تو بنی جرہم نام کا ایک بڑا قبیلہ یہاں آباد ہوگیا۔ حضرت اسمٰعیلؑ نے اسی قبیلے میں شادی کی اور پھر یہیں آپ کی اولاد بھی اور پھلی پھولی۔

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے کعبہ شریف کی عمارت کو بھی دوبارہ بنایا۔

اس شہر کا یہ نام کیوں رکھا گیا! اس کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ نام اصل میں بکہ تھا جو عربی زبان کے لفظ بکا سے نکلا ہے۔ بکا کے معنی رونے کے ہیں۔ اور یہ نام یوں پڑا تھا کہ حضرت آدم بہت زیادہ روئے تھے۔

Marfat.com

مدینہ منوّرہ

مدینہ منورہ عرب کا مشہور متبرک شہر ہے، اس شہر کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مزار مبارک اور آپؐ کی بنائی ہوئی مسجد ہے جس کا نام مسجد نبوی ہے۔ جو لوگ حج کرنے کے لئے مکہ معظمہ جاتے ہیں وہ مدینہ شریف بھی ضرور جاتے ہیں۔

مدینہ عرب کا بہت پرانا شہر ہے، شروع میں اس کا نام یثرب تھا۔ یہ نام عمالقہ نام کی قوم کے اس سردار کے نام پر رکھا گیا تھا جس نے اس کی بنیاد رکھی تھی۔ عمالقہ ایک طاقتور قوم تھی جو حجاز سے لے کر شام اور مصر تک پھیلی ہوئی تھی۔ جب اس قوم کے لوگ ظالم اور بے انصاف ہو گئے تو اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے دوسرے نبیوں حضرت طالوتؑ۔ حضرت داؤد اور حضرت سلیمانؑ کو حکم دیا کہ وہ اس کا زور توڑنے کے لئے جہاد کریں اور ان عزت والے نبیوں نے اس قوم کی سرداری کا خاتمہ کر دیا۔

Marfat.com

عمالقہ کے بعد یثرب میں یہودیوں یعنی بنی اسرائیل کے تین قبیلے آباد ہوئے

(۱) بنو نضیر۔ یہ قبیلہ خیبر میں آباد تھا۔

(۲) بنو قینقاع۔ یہ قبیلہ خاص یثرب میں آباد تھا۔

(۳) بنو قریظہ۔ یہ قبیلہ فدک میں بستا تھا۔

ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے یثرب تشریف لائے تو آپ کے مبارک نام کی وجہ سے اس شہر کو مدینۃ النبی کہنے لگے اور یہ نام ایسا مشہور ہوا۔ کہ کسی کو اس کا پہلا نام یاد ہی نہ رہا۔

مدینہ خوب آباد اور خوشحال شہر ہے۔ اس کے رہنے والے اپنی شرافت اور مہمان نوازی کے لئے مشہور ہیں۔ ان لوگوں کی عادتیں عرب کے عام لوگوں سے بالکل الگ ہیں۔ ہر کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں اور نہایت تہذیب کے ساتھ پیش آتے ہیں۔

مکہ مکرمہ سے شمال کی طرف چلیں تو تقریباً تین سو میل کے فاصلے پر مدینہ آباد ہے۔ پرانے زمانے میں جب لوگ عام طور پر اونٹوں اور گھوڑوں پر سفر کرتے تھے یہ سفر گیارہ دن میں طے ہوتا تھا۔ گویا ہر مسافر کو گیارہ منزلوں پر رکنا پڑتا تھا آجکل مکہ اور مدینہ کے درمیان موٹریں اور لاریاں چلتی ہیں اور یہ سفر نہایت آسانی کے ساتھ اور بہت جلد طے ہو جاتا ہے[1]۔

[1] سرور کائنات

زمزم

زمزم پانی کے ایک مقدس چشمے کا نام ہے۔ یہ چشمہ مکہ معظمہ میں کعبہ شریف کی عمارت کے پاس ہے۔ اور اب اس کی صورت ایک کنوئیں کی ہے۔ یہ بات تو آپ جانتے ہی ہوں گے۔ کہ چشمہ پانی کی اس دھار کو کہتے ہیں جو بغیر کسی کوشش کے آپ سے آپ ابل پڑی ہو۔ زمزم کا چشمہ اسی طرح جاری ہوا تھا۔

اس کا قصہ یہ ہے کہ اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے اللہ پاک نے اپنے سچے رسول حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم دیا کہ آپ اپنی بیوی حضرت ہاجرہ اور دودھ پیتے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اس جگہ جا کر چھوڑ آئیے جہاں اب مکہ شہر آباد ہے۔ اس زمانے میں یہ جگہ بالکل اجاڑ تھی۔ ریت اور جھلسے ہوئے ٹیلوں کے سوا یہاں کچھ بھی نہ تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی اور بچے کے لئے پانی کا ایک

مشکیزہ چھوڑ گئے تھے۔ جب یہ پانی ختم ہو گیا اور ننھے بچے نے پیاس کی وجہ سے رونا شروع کیا تو حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر دوڑیں۔ کبھی آپ صفا نام کی پہاڑی پر چڑھ کر دیکھتی تھیں۔ کبھی مروہ نام کے ٹیلے پر چڑھتی تھیں۔

ریتیلے میدانوں میں دُور دُور تک پانی کا نام نشان نہیں ہوتا۔ یہی حالت یہاں تھی۔ حضرت ہاجرہ مایوس ہو گئیں لیکن اللہ کی شان نرالی ہے۔ روتے روتے حضرت اسمٰعیلؑ نے زمین پر ایڑی ماری تو پانی کا یہ چشمہ ابل پڑا۔

حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اگر حضرت ہاجرہ اپنے ہاتھوں سے اس پانی کو روک نہ دیتیں تو بہتا چلا جاتا۔

اب اس چشمے کے چاروں طرف دیوار بنا کر اسے کوئیں کی شکل دے دی گئی ہے۔ دنیا کے تمام مسلمان اس کے پانی کو مقدّس خیال کرتے ہیں۔ حج کرنے جاتے ہیں تو خاص تحفے کے طور پر اپنے ساتھ لاتے ہیں۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چیزوں کے نام

ملکِ عرب کے رہنے والے لوگوں کا یہ دستور تھا کہ وہ اپنے جانور اور استعمال کی چیزوں کے بھی نام رکھ لیا کرتے تھے۔ بالکل اسی طرح جس طرح ہم آدمیوں کے نام رکھتے ہیں۔

ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مبارک زندگی میں جو چیزیں استعمال فرماتے تھے ان سب کے بھی نام تھے۔ مشہور مؤرخ طبری نے ان سب کے نام لکھے ہیں جو یہ ہیں:

جھنڈے کا نام عقاب تھا۔

ایک تلوار کا نام مخذوم تھا۔ دوسری کا نام ذوالفقار تھا۔ یہی تلوار بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملی، یہ ایک بالشت چوڑی تھی اور درمیان میں خم تھا۔ قبضے پر چاندی لگی ہوئی تھی۔ نیام کی نوک پر بھی چاندی تھی۔ اور چاندی کے دو ٹکڑے اور لگے ہوئے تھے۔

نیزے کا نام مثوی تھا۔

خنجر کا نام عنزہ تھا۔

کمان کا نام کتوم تھا۔

ترکش یعنی اس خول کا جس میں تیر رکھے جاتے ہیں۔ نام کافور تھا۔

برچھے کا نام منصلہ تھا۔

ڈھال کا نام زلوق تھا۔

خود یعنی لوہے کی ٹوپی کا نام سبوع تھا۔

زرہ (لوہے کے کرتے) کا نام العفول تھا۔ اس میں دو کڑیاں زیادہ تھیں۔

ایک گھوڑے کا نام سجل اور دوسرے کا نام سبحہ تھا۔

اونٹنی کا نام قصویٰ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر ہجرت کا سفر کیا تھا۔ (محمد علی قصوری)

دوسری اونٹنی کا نام عضباء اور تیسری کا نام جدعا تھا۔

خچر کا نام دُلدل تھا۔ یہ سفید رنگ کا تھا۔

گدھے کا نام یعفور تھا۔

بکری کا نام غیثہ تھا۔

پیالے کا نام ایان تھا۔ دوسرے پیالے کا نام عیر تھا۔

چھڑی کا نام مثوق تھا۔

Marfat.com

جُبے کا نام کن تھا۔
عمامے کا نام سحاب تھا۔
کمر بند کا نام سجگوس تھا۔ یہ چمڑے کا تھا اور اس میں چاندی کے کھٹکے لگے ہوئے تھے۔ دو تین حلقے بھی تھے۔[1]

---

[1] تاریخ طبری

حلف الفضول

ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے عرب کے رہنے والے لوگوں کی عادتیں بہت بری تھیں۔ اور برائیوں کے علاوہ ان میں ایک بہت بڑی برائی یہ تھی۔ کہ وہ جس کسی کو بھی کمزور اور بے سہارا پاتے تھے۔ اس کا مال اسباب لوٹ لیتے تھے اور طرح طرح سے پریشان کرتے تھے۔ بلکہ بعض اوقات تو ایسے لوگوں کو پکڑ کر غلاموں کی منڈیوں میں بیچ ڈالتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جوانی کی عمر کو پہنچے تو آپ نے مکّہ کے رہنے والے کچھ شریف آدمیوں سے مل کر صلاح مشورہ کیا۔ کہ کسی طرح اس ظلم کو روکنا چاہیئے۔ ان لوگوں نے بھی آپ کی بات کو ٹھیک مانا اور اس کے لئے تیار ہو گئے۔ کہ ایک انجمن بنا کر سب سے قول قرار لینا چاہیئے۔ وہ آئندہ کسی کو بھی ناجائز طور پر نہ ستائیں گے۔

Marfat.com

اس انجمن کا نام حلف الفضول رکھا گیا۔

حلف عربی زبان میں پکے اقرار کو کہتے ہیں۔ ایسے اقرار کو جسے کسی حالت میں بھی نہیں توڑا جا سکتا۔ اور جس کا گواہ اللہ پاک کی مقدس ذات کو بنایا جاتا ہے۔ فضول: عرب کے رہنے والے ایسے چار بھائیوں کے ناموں کی رعایت سے کہا گیا جن کے نام حرف ف سے شروع ہوتے تھے۔ بات اصل میں یہ ہوئی تھی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے قبیلہ بنی جرہم کے چار آدمیوں فضل، فضال، مفضّل اور فضیل نے مل کر ایک ایسی ہی انجمن بنائی تھی۔ یہ چاروں سگے بھائی تھے۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اس اچھے کام کی یاد باقی رکھنے کے لئے اپنی انجمن کا بھی یہی نام رکھا۔

نبوت ملنے سے پہلے ہمارے حضور کا یہ ایک بہت اچھا کام ہے جو آپ نے لوگوں کی بھلائی کے لئے کیا۔

قبیلۂ قریش کے لوگوں کے علاوہ قبیلۂ بنو تمیم اور قبیلۂ زہرہ کے لوگوں نے اس انجمن میں شرکت کی تھی اور اس بات کا حلف اٹھایا تھا۔ کہ کمزور پر کبھی ظلم نہ ہونے دیں گے۔ اگر کوئی ظالم کسی کو ناجائز طور پر ستائے گا تو اسے سزا دیں گے[1]۔

---

[1] سرور کائنات۔ از سید امیر علی

Marfat.com

جیشِ اُسامہؓ

انسانوں کی عزت بڑھانے کے لیے اسلام نے جو بڑے بڑے کام کیے ہیں۔ ان میں ایک یہ بھی ہے کہ غلاموں اور آزاد انسانوں کے درمیان جو بہت بڑا فرق تھا اسے مٹا دیا۔ حضورؐ کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے یہ حالت تھی کہ لونڈیوں اور غلاموں کو جانوروں سے بھی کم درجے کا خیال کیا جاتا تھا۔ اسلام نے یہ اچھا حکم دیا۔ کہ جو لوگ خدا کو ماننے والے اور نیک چلن یعنی مسلمان ہیں آپس میں بھائی بھائی بن جائیں۔ چنانچہ اس بات کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ اسلام کی تاریخ میں ایسے بہت سے لوگوں نے بڑی سے بڑی عزت پائی جو پہلے غلام یا غلام زادے تھے۔

انہی مبارک لوگوں میں ہمارے حضورؐ کے ایک صحابی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ آپ کے والد حضرت زیدؓ ایک

Marfat.com

غلام تھے۔ جب انہیں حضورؐ کی خدمت کے لئے دیا گیا تو حضورؐ نے انہیں اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا۔ یہی اچھا برتاؤ ان کے بیٹے حضرت اسامہؓ کے ساتھ کیا بلکہ انہیں تو ایک ایسی عزت دی جس کی وجہ سے تاریخ میں ہمیشہ ان کا نام زندہ رہے گا۔

یہ واقعہ یوں ہے کہ ملکِ شام کے رہنے والے ایک کافر سردار نے ہمارے حضورؐ کے ایک قاصد کو شہید کر دیا تھا۔ یہ عزت والے صحابی رسول اللہ کی طرف سے یہ پیغام لے کر گئے تھے کہ تم کفر اور برائی کا راستہ چھوڑ کر مسلمان بن جاؤ۔

جب اس برے سردار نے جس کا نام شرجبل تھا۔ ایسا برا برتاؤ کیا تو حضورؐ نے اسے سزا دینے کے لئے ایک لشکر روانہ فرمایا۔ شرجبل نے روم کے بادشاہ کی فوج منگوالی اور موتہ نامی مقام پر مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ اس جنگ میں مسلمان جیت تو گئے۔ لیکن ان کے کئی سردار شہید ہو گئے جن میں حضرت اسامہؓ کے والد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

جب ہمارے حضورؐ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ نے حضرت اسامہؓ کی سرداری میں ایک لشکر روانہ فرمایا۔ کہ شرجبل اور اس کے حمائتیوں سے ان شہیدوں کا بدلہ لیا جائے جو جنگِ موتہ میں قتل کئے

Marfat.com

گئے تھے۔ اس وقت حضرت اسامہؓ بالکل تھوڑی عمر کے لڑکے تھے لیکن حضورؐ نے اس بات کا خیال نہ کیا۔ بڑے بڑے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ اُنہیں اپنا سردار مانیں اور ان کے حکم پر چلیں۔

اسلامی تاریخ میں اس لشکر کو جیشِ اسامہ کہا گیا ہے۔ جیش عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی لشکر کے ہیں۔ یہ لشکر ۱۱ھ میں ایسے وقت روانہ کیا گیا تھا جب حضورؐ سخت بیمار تھے۔ آپ کی وفات کی خبر سُن کر اسے راستے ہی سے لوٹنا پڑا۔

حضورؐ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ بنے تو آپ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ ہی کو سردار بنا کر پھر لشکر روانہ کیا اور اس نے اس بُرے کافر سردار کو پوری پوری سزا دی ::

قرآن شریف

اللہ پاک نے انسانوں کی ہدایت کے لیے جو کتابیں نازل کی ہیں ان کی گنتی چار ہے۔ پہلی توریت جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ دوسری زبور جو حضرت داؤد علیہ السلام پر اتری۔ تیسری انجیل جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی اور چوتھی قرآن شریف جو ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی گئی۔

پہلی تینوں کتابیں بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے نازل کی گئی تھیں اور ان کے اندر زیادہ تر ان برائیوں کا علاج بتایا گیا تھا جو اس قوم میں پیدا ہوتی رہیں۔ لیکن قرآن شریف دنیا کے تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے ہے اور اس کے اصول قیامت تک ٹھیک رہیں گے۔ پہلی تینوں کتابوں کے سلسلے میں یہودیوں اور عیسائیوں نے ایک خرابی یہ کر لی تھی۔ کہ ان کی بہت سی باتوں کو بدل دیا تھا اور کتنی ہی

باتیں اپنی طرف سے شامل کر دی تھیں۔

قرآن شریف کی سب سے پہلی سورت حرا نام کے غار میں نازل ہوئی تھی۔ اس سورت کا نام سورۂ اقرأ ہے۔ نبوت ملنے سے پہلے ہمارے حضور کا یہ دستور تھا کہ کھانے پینے کی چیزیں لے کر غارِ حرا میں چلے جاتے تھے اور اللہ پاک کی عبادت کیا کرتے تھے۔ اس جگہ عزت والا فرشتہ جبرئیلؑ آیا اور آپ کو یہ اچھی خبر سنائی۔ کہ اللہ نے آپ کو اپنا آخری رسول بنایا ہے۔

قرآن شریف کے کل تیس پارے یعنی حصے ہیں اور ان کے اندر ۱۱۴ سورتیں ہیں۔ ان سورتوں میں دو طرح کی ہیں۔ کچھ مکی ہیں اور کچھ مدنی۔ مکی ان سورتوں کو کہتے ہیں جو اس زمانے میں نازل ہوئیں جب ہمارے حضورؐ مکہ معظمہ میں تھے۔ مدنی ان سورتوں کو کہتے ہیں جو مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں۔

قرآن شریف کے بارے میں اللہ پاک نے یہ وعدہ کیا ہے کہ یہ قیامت تک بالکل صحیح حالت میں رہے گا۔

Marfat.com

حدیث

ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی مبارک زندگی میں جو باتیں فرمائیں انہیں حدیث کہتے ہیں۔ ہمارے عزت والے بزرگوں نے قریب قریب اِن ساری باتوں کو کتابوں میں جمع کر دیا ہے۔

بخاری شریف، موطائے امام مالک مشکوٰۃ شریف اور ترمذی شریف حدیث کی مشہور کتابیں ہیں۔ جو باتیں اور بزرگوں نے بیان فرمائی ہیں انہیں آثار کہتے ہیں

جو سچے واقعات بیان کیے گئے انہیں حکایات کہا جاتا ہے۔ حکایات حکایت کی جمع ہے۔

فقہ

جن اصولوں کے مطابق لوگوں کے جھگڑوں اور مقدموں کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اسلام میں ان کے مجموعے کو فقہ کہتے ہیں۔ جن بزرگوں نے یہ اصول معلوم کئے انہیں فقیہہ کہتے ہیں اور ان میں چار بزرگ خاص درجہ رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کے تمام فرقے انہی میں سے کسی نہ کسی بزرگ کے اصولوں پر چلتے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
(۲) حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ۔
(۳) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ۔
(۴) حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ۔

Marfat.com

بدر کا میدان

مسلمانوں اور مکہ میں رہنے والے کافروں کے درمیان جو سب سے پہلی جنگ ہوئی اسے جنگ بدر کہتے ہیں۔ اس نام کی وجہ یہ ہے کہ یہ لڑائی مدینہ شریف سے کچھ فاصلے پر بدر نام کے مقام پر لڑی گئی تھی۔

اس لڑائی میں حصہ لینے والے مسلمانوں کی تعداد کل تین سو تیرہ تھی اور ان کے پاس لڑائی کا پورا سامان بھی نہ تھا۔ ان کے مقابلے میں کافر ایک ہزار کے قریب تھے اور خوب تیاری کرکے لڑنے کے لئے آئے تھے۔ لیکن اللہ پاک نے مسلمانوں کو فتح دی۔ کافروں کا مشہور سردار ابوجہل اور کئی اور سردار مارے گئے۔

بدر کے معنی ایکا ایکی آجانا اور چڑھائی کر دینا ہیں۔ اگر حرف دال پہ زبر، زیر، پیش وغیرہ کچھ نہ ہو یعنی اسے ساکن پڑھا جائے تو پھر عربی

Marfat.com

زبان کے اس لفظ کے معنی بدل جاتے ہیں۔ پھر اس کا مطلب پورا چاند، مردار اور دس ہزار روپے کی تھیلی ہو جاتا ہے۔

یہ لڑائی جسے اسلامی تاریخ میں غزوۂ بدر کہا جاتا ہے۔ ۲ھ میں لڑی گئی تھی۔ مکّہ کے کافر اس خیال سے چڑھائی کر کے آئے تھے کہ مسلمانوں کا نام و نشان مٹا دیں گے لیکن اللہ پاک نے الٹا ان ہی کو ذلیل کر دیا۔

قرآن شریف میں آیا ہے جب لڑائی شروع ہوئی تو اللہ پاک نے مسلمانوں کی مدد کے لئے فرشتوں کو بھیجا۔ اس جنگ کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی بھر کر کنکریں پھینکیں تو کافروں کو یوں لگا جیسے ان کے بدن پر بندوق کی گولیاں لگی ہیں۔

مدینہ شریف سے ۸۰ میل کے فاصلے پر بدر نام کا ایک گاؤں بھی آباد ہے۔

Marfat.com

اُحد کا میدان

اُحد ایک پہاڑ کا نام ہے مسلمانوں اور مکہ کے مشرکوں کی دوسری بڑی لڑائی اسی پہاڑ کے قریب ہوئی۔ اسی لئے تاریخ میں اس جنگ کو جنگِ احد کہا جاتا ہے!

بدر کے میدان میں شکست کھانے کے بعد مکہ کے مشرک سال بھر تک لڑائی کی تیاری کرتے رہے اور جب لڑائی کا سارا سامان درست ہو گیا تو ابوسفیان کی سرداری میں (آپ بعد میں مسلمان ہو گئے) مسلمانوں سے لڑنے نکلے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کافروں کے حملے کا حال معلوم ہوا تو آپ بھی مجاہدین کو ساتھ لے کر مقابلہ کے لئے آگئے۔ اور احد پہاڑ کو اپنے لشکر کی پشت کی طرف رکھ کر مورچے قائم کئے۔ اس پہاڑ میں ایک گھاٹی تھی (آنے جانے کا تنگ سا راستہ) آپؐ نے وہاں تیراندازوں کا ایک دستہ مقرر کر دیا اور انہیں تاکید فرمائی۔ کہ وہ اپنی جگہ سے نہ ہلیں لیکن ان لوگوں نے حضورؐ کے اس ارشاد پر عمل نہ کیا۔ پہلی جھڑپ میں کافر شکست کھا کر بھاگے تو یہ تیرانداز ان کا سامان لوٹنے کے خیال سے اپنی جگہ سے ہٹ گئے اور حضرت خالدؓ بن ولید نے جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے اس گھاٹی کی طرف سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اس حملے سے بہت زیادہ نقصان ہوا آنحضرت صلعم کے دندان مبارک اس لڑائی میں شہید ہو گئے۔

Marfat.com

اصحابِ صفّہ

صحابی عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنے دوست یا ساتھی کے ہیں لیکن اب یہ لفظ خاص طور پر ان عزت والے بزرگوں کے لئے بولا جاتا ہے جو ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے اور اسلام کی ترقی کے تمام کاموں میں حصّہ لیتے تھے۔

صحابی کی جمع اصحاب ہے، یعنی اگر ایسے عزت والے ایک آدمی کا ذکر ہو تو اسے صحابی کہیں گے۔ ایک سے زیادہ ہوں تو انہیں اصحاب یا صحابہ

یہ نام ہمارے حضورؐ کے دوستوں اور ساتھیوں کے لئے خاص ہے اور پیغمبروں کے دوستوں کے نام اور اور ہیں۔ مثال کے طور پر حضرت عیسیٰؑ کے ساتھیوں کو حواری کہتے ہیں۔

اسلام کی تاریخ میں اصحاب صفہ کا ذکر آیا ہے۔ شاید آپ ننھے منے بھائیوں اور بہنوں کو یہ بات معلوم نہیں ہو گی۔ کہ اصحاب صفہ

Marfat.com

کن بزرگوں کو کہتے تھے ۔ آیئے ہم آپ کو بتائیں :

یہ بات تو آپ سب کو معلوم ہی ہو گی ۔ کہ جب ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اسلام کے اچھے راستے کی طرف بلایا تو زیادہ تر غریب لوگ ایمان لائے ۔ انہی لوگوں میں کچھ ایسے بھی تھے جن کے رہنے کے لیئے نہ کوئی گھر تھا نہ کھانے پینے کا انتظام تھا ۔

ایسے غریب مسلمانوں کے لئے حضور صلعم نے یہ انتظام فرما دیا تھا کہ وہ اسلام کی باتیں سیکھتے رہیں اور پھر یہ اچھی باتیں دوسروں کو سکھائیں ۔ ان کے کھانے پینے کا انتظام یہ تھا کہ جب مسلمان فوج کوئی لڑائی فتح کرتی تھی اور اُسے غنیمت کا مال ملتا تھا تو اس میں سے ان کو بھی حصہ دیا جاتا تھا ۔ مالِ غنیمت اس مال کہتے ہیں جو ہارنے والے سپاہی چھوڑ کر بھاگ جائیں ۔

یہ عزت والے صحابہ ایک چبوترے پر رہتے تھے جو اس مسجد کے پاس تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں آنے کے بعد بنایا تھا اور جسے مسجدِ نبوی کہتے ہیں ۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اصحاب صفہ کی گنتی ایک سو تھی ۔

Marfat.com

حضور صلعم کی زندگی میں کتنے لوگ مسلمان ہوئے

ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جس وقت اللہ پاک نے اپنا رسول بنایا آپ کی عمر شریف چالیس برس تھی۔ یہ عزت ملنے کے بعد آپ تئیس سال اور زندہ رہے۔

جس وقت حضور نے اسلام کا پیغام لوگوں کو سنایا تو وہ آپ کے جانی دشمن بن گئے۔ شروع کے دس برسوں میں گنتی کے صرف چند آدمی مسلمان ہوئے۔ لیکن ۶۳ سال کی عمر میں جب آپ کا انتقال ہوا تو ایک لاکھ سے زیادہ لوگ مسلمان ہو چکے تھے اور یہ سب ایسے پکے مسلمان تھے کہ اسلام کے نام پر اپنی جان قربان کر دینے کو بالکل معمولی بات خیال کرتے تھے۔

اصحابِ کہف

قرآن حکیم میں اصحابِ کہف کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، یہ واقعہ بہت ہی عجیب اور دلچسپ ہے اور اس سے اللہ پاک کی قدرت ظاہر ہوتی ہے۔

قرآن شریف کی آیتوں کا مطلب بیان کرنے والے عالموں نے لکھا ہے۔ کہ بہت پرانے زمانے میں ایک ظالم بادشاہ تھا۔ وہ اپنے ملک کے لوگوں سے بتوں کی پوجا کراتا تھا۔ جو شخص یہ حکم نہ مانتا تھا۔ اُسے سزا دیتا تھا۔ اس بادشاہ کے ملازموں کے کچھ لڑکے ایسے تھے جو اللہ کو مانتے تھے۔ انہیں بتوں کی پوجا سے نفرت تھی۔ ان سب نوجوانوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ اس ملک کو چھوڑ کر کسی اور جگہ چلے جانا چاہیے۔ یہ طے کرکے وہ گھر سے نکلے اور جب چلتے چلتے

ے موضح القرآن۔ شاہ عبدالقادرؒ

Marfat.com

شام ہو گئی تو ایک پہاڑ کی کھوہ میں جاکر سو گئے۔ اور اللہ پاک نے اپنی خاص قدرت سے ان کے اوپر ایسی گہری نیند طاری کر دی۔ کہ کئی سو برس تک سوتے رہے۔

اتنے دن گذرنے کے بعد آنکھ کھلی تو اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو کچھ روپے دے کر بستی کی طرف روانہ کیا۔ کہ وہ کھانے پینے کی کچھ چیزیں خرید لائے۔ اب وہاں یہ حال تھا۔ کہ کئی نسلیں گذرنے کے بعد بالکل ہی نئے حالات تھے۔ بادشاہ بھی اور تھا۔ لوگ بھی اور تھے اور ان کا مذہب بھی اور تھا۔

اصحاب کہف کے اس ساتھی نے نانبائی کی دوکان پر جاکر روٹیاں خریدنے کے لئے روپیہ دیا تو وہ بہت زیادہ حیران ہوا کیونکہ اب اس ملک میں اور طرح کا سکہ چلتا تھا۔ نانبائی کو یہ خیال گذرا۔ کہ اس آدمی کے ہاتھ ضرور کوئی خزانہ لگا ہے اور اپنے اس خیال کی بنا پر اُسے پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گیا۔

مقدمے کے دوران میں بادشاہ نے سارے حالات سنے تو پہاڑ کی اس کھوہ میں جاکر اپنی آنکھوں سے ان سب نوجوانوں کو دیکھا اور انہیں دیکھنے کے بعد اسے اس بات کا یقین آیا کہ اللہ پاک مرے ہوئے لوگوں کو دوبارہ زندہ کر سکتا ہے۔ اس سے پہلے اس بادشاہ کو قیامت

Marfat.com

پر یقین نہ تھا۔

جب بادشاہ ان کا حال پوچھ کر چلا گیا تو اللہ پاک نے ان پر پہلے کی طرح پھر نیند طاری کر دی۔ اب وہ قیامت تک اسی طرح سوتے رہیں گے۔ سورج نکلنے اور ڈوبنے کے وقت جب اس کھو میں دھوپ آتی ہے تو ان سے بچ کر گذر جاتی ہے۔ اور فرشتے انہیں کروٹ بدلواتے ہیں۔ سونے میں ان سب کی آنکھیں بھی کھلی ہوئی ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے گویا وہ جاگ رہے ہیں۔

جو بادشاہ ان کا حال دریافت کرنے کے لیئے گیا تھا اُس نے اس کھو کو محفوظ کرنے کے لیئے ایک عمارت بنوا دی تھی۔

کہف عربی زبان میں پہاڑ کی کھو کو کہتے ہیں۔ اس کھوہ میں سوتے رہنے کی وجہ سے ان لوگوں کو اصحاب کہف کہا گیا ہے۔ ان کی گنتی کے بارے میں یہودیوں کا یہ خیال تھا کہ وہ تین پانچ یا سات ہیں لیکن ہمارا ایمان یہ ہے کہ ان کی گنتی کسی کو معلوم نہیں۔ ان کے ساتھ ایک کتا بھی ہے وہ بھی اسی طرح سو رہا ہے۔

Marfat.com

جنّت

جو لوگ خدا کو مانتے ہیں اور اس کے بنائے ہوئے اصولوں یعنی مذہب پر چلتے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جب کوئی انسان بوڑھا ہو کر یا کسی حادثہ سے مرجاتا ہے تو بالکل مرٹ ہی نہیں جاتا۔ صرف اس کا ظاہری جسم مرتا ہے۔ اس کی روح جو اصل انسان ہے اسی طرح باقی رہتی ہے۔

اللہ پاک اس روح کو ایک اور دنیا میں بھیج دیتا ہے جس کا نام برزخ ہے۔ تمام انسانوں کی روحیں اس دنیا میں قیامت تک رہینگی۔ قیامت کے بعد تمام انسانوں کو دوبارہ پیدا کیا جائے گا۔ اللہ پاک ان کاموں کا حساب لیں گے جو انہوں نے اپنی دنیا کی زندگی میں کیئے ہوں گے۔ اور پھر انہیں انعام یا سزا دی جائے گی۔ جس کسی نے اچھے کام کیئے ہوں گے۔ اُسے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ اور جس

Marfat.com

بدنصیب سنے برائیاں کی ہوں گی اُسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

الہامی کتاب قرآن شریف میں اللہ پاک نے یہ بات کھول کر بتائی ہے کہ جس جگہ کو جنت کہا گیا ہے وہ اصل میں بڑے ہی خوبصورت اور ہرے بھرے باغ ہیں جن کے اندر صاف شفاف پانی کی نہریں بہہ رہی ہیں۔ اِن باغوں کے اندر بڑے بڑے شاندار محل ہیں۔ جن کے اندر نیک لوگ عیش آرام سے ساتھ رہیں گے۔

یہ بات آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ نیک اور شریف لوگوں میں بھی درجے ہیں۔ کچھ لوگ نیک ہیں۔ کچھ بہت نیک ہیں۔ کچھ بہت زیادہ نیک ہیں۔ انہی درجوں کے مطابق کچھ باغ اچھے ہیں۔ کچھ بہت اچھے ہیں اور کچھ بہت ہی اچھے ہیں۔ ان کی حیثیت کے مطابق ان کے الگ الگ نام بھی ہیں۔

اللہ پاک نے اپنی سچی کتاب قرآن شریف میں بتایا ہے۔ کہ اچھی قسمت والے جو لوگ جنت میں داخل کیے جائیں گے انہیں ہر طرح کی عزت آرام اور اطمینان دیا جائے گا۔ نہ وہاں کسی قسم کا دنگا فساد ہو گا نہ انہیں وہاں سے کبھی نکالا جائے گا۔ یہ آرام ہمیشہ کے لئے ہو گا۔

اور پھر مزے کی بات یہ ہے کہ ان لوگوں کی ہر ایک خواہش پوری کی جائے گی۔ بہتر سے بہتر لباس پہننے کو ملے گا اور بڑھیا

سے بڑھیا کھانے اور پھل دیئے جائیں گے۔

بہشت

جنت

فردوس ـــ درجوں کے لحاظ سے یہ جنت کے الگ الگ

نام ہیں۔

کوثر اور تسنیم

جنت میں جانے والے لوگوں کا حال بیان کرتے ہوئے کوثر اور تسنیم کا ذکر بھی آتا ہے۔ ان دونوں کے بارے میں بزرگوں نے لکھا ہے:

"کہ یہ دونوں جنّت کی نہریں ہیں۔"[1]

ان کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ جنت میں جانے والے بے روک ٹوک ان سے اپنی پیاس بجھائیں گے۔

---

[1] موضح القرآن۔ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحؒ

Marfat.com

حُوریں

اللہ پاک نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ جن اچھی قسمت والے لوگوں کو جنت میں داخل کیا جائے گا ان کی خدمت کے لئے حوریں مقرر کی جائیں گی۔ یہ اچھی شکل اور اچھی عادتوں والی عورتیں ہیں جنہیں اللہ پاک نے خاص اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ جنتیوں کی خدمت کریں اور ان کا دل بہلائیں۔ وہ بہت عزت والی اور پاکباز ہیں اور شکل صورت میں ایسی اچھی ہیں کہ ہم ان کے بارے میں کوئی خیال بھی قائم نہیں کر سکتے۔ دیکھنے کے بعد ہی ان کی اچھائیوں کا اندازہ ہو گا۔

Marfat.com

غلمان

غلمان، کم عمر کے ان اچھے لڑکوں کا نام ہے جو جنت میں جانے والوں کی خدمت کریں گے۔ ان لڑکوں کی اچھائیوں کے بارے میں بھی بہت سی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ جو لوگ اللہ پاک کی نازل کی ہوئی سچی کتاب قرآن حکیم پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جب تک دیکھ نہ لیں ان کے بارے میں بھی کوئی رائے قائم نہیں کی جاسکتی۔ حوروں کی طرح یہ بھی اللہ کی خاص مخلوق ہے۔

Marfat.com

رضوان

بعض ایسے شعروں میں جن کے ذریعے جنت کا حال بیان کیا گیا ہے۔ آپ نے رضوان کا نام پڑھا ہو گا۔ یہ نام اس عزت والے فرشتے کا ہے۔ جو جنت کا دربان ہے۔ اگر کوئی ایسا آدمی جنت میں داخل ہونا چاہے گا جس نے دنیا کی زندگی میں اچھے کام نہ کئے ہوں گے۔ اُسے یہ فرشتہ فوراً روک دے گا۔ اور جنہیں جنت میں جانے کی اجازت ملے گی انہیں نہایت عزت کے ساتھ ان کے باغوں اور محلوں میں پہنچا دے گا:

بعض ایسے کم سمجھ لوگ جنہیں اللہ پاک کی فرمائی ہوئی باتوں پر یقین نہیں آتا۔ یہ کہتے ہیں۔ کہ دوزخ اور جنت کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ یونہی لوگوں کو ڈرانے کے لئے کہا جاتا ہے۔ ایک سچے مسلمان کو ایسے لوگوں کی باتوں پر ذرا بھی دھیان نہیں دینا چاہئے۔ جیسا کہ اللہ

پاک نے خود فرمایا ہے۔ وہ حد سے زیادہ کم سمجھ اور جاہل ہیں۔ اتنی بات بھی نہیں سمجھ سکتے کہ جس خدا نے زمین، آسمان، چاند، ستارے اور سورج وغیرہ پیدا کئے ہیں۔ وہ جنت اور دوزخ بھی بنا سکتا ہے۔ اور جس نے ہمیں ایک بار پیدا کیا ہے وہ دوسری بار بھی پیدا کر سکتا ہے۔

جنت کے بارے میں ہمارا ایمان یہ ہونا چاہیے کہ یہ اللہ پاک کا بہت بڑا انعام ہے۔

Marfat.com

دوزخ

جو لوگ اپنی دنیا کی زندگی میں برائی کے راستے پر چلیں گے ان کے بارے میں اللہ پاک نے یہ فرمایا ہے۔ کہ انہیں قیامت کے دن دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

دوزخ کا حال بیان کرتے ہوئے بزرگوں نے بتایا ہے۔ کہ وہ آگ کا ایک بہت بڑا گڑھا ہے۔ اور اس کے اندر ایسی تیز آنچ والی خوفناک آگ دھک رہی ہے۔ کہ ہماری اِس آگ کی اس کے سامنے کچھ حقیقت ہی نہیں جو ہم دنیا میں دیکھتے ہیں۔

جن بری قسمت والے لوگوں کے بارے میں یہ فیصلہ ہو جائیگا۔ کہ انہوں نے اپنی دنیا کی زندگی میں بہت ہی برے کام کئے ہیں اور اُن کے اِن بُرے کاموں کی وجہ سے دوزخ کا عذاب ملنا چاہیئے، انہیں آگ کے اس گڑھے میں پھینک دیا جائے گا اور وہاں ان کی

Marfat.com

یہ حالت ہو گی۔ کہ جب ان کی کھال جل جائے گی تو اس کھال کو پھر اچھا کر دیا جائے گا اور پھر جلایا جائے گا اور ہمیشہ یونہی ہوتا رہیگا۔ (دعا کرنی چاہیے اللہ اس عذاب سے بچائے)

جنت کی طرح دوزخ کے بھی کئی درجے ہیں۔ قرآن شریف میں ان کے نام بیان کیے گئے ہیں۔ جہنم اور ہاویہ انہی ناموں میں سے ہیں۔ اس مقدس کتاب میں دوزخ کی آگ کا حال بھی کئی جگہ بیان کیا گیا ہے اور یہ بات بتائی گئی ہے۔ کہ وہ بہت ڈرانے والی ہے اور اس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

برزخ

برزخ اس جگہ کا نام ہے۔ جہاں مرنے کے بعد سے لے کر حساب کتاب کا دن یعنی قیامت آنے تک انسانوں کی روحوں کو رکھا جائے گا۔ اس دنیا کے بارے میں یہ بات بتائی گئی ہے۔ کہ جن لوگوں نے دنیا میں اچھے کام کیئے ہوں گے۔ وہ یہاں آرام سے رہیں گے اور جنہوں نے برے کام کئے ہوں گے تکلیف اٹھائیں گے۔ یہ حالت تقریباً ویسی ہی ہوگی جیسے ہم اچھا یا برا خواب[1] دیکھتے ہیں۔

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ۔ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ

Marfat.com

منکر نکیر

جو لوگ اللہ کی بنائی ہوئی باتوں کو نہیں مانتے یعنی کافر ہیں وہ تو یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا قصہ ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن ہم مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں۔ ہمارا ایمان یہ ہے۔ کہ مرنے کے بعد سب سے پہلے قبر میں انسان کا حساب کتاب ہوتا ہے۔ اس کے بعد عالم برزخ میں رکھا جاتا ہے۔ اور قیامت کے دن دوزخ یا جنت میں بھیجا جائے گا۔

قبر کے اندر انسان سے پوچھ گچھ کرنے کے لئے جو فرشتے آتے ہیں ان کا نام منکر نکیر ہے۔ یہ فرشتے مرنے والے سے یہ سوال کرتے ہیں۔ کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مانتا ہے یا نہیں ۔

Marfat.com

حضرت آدم ؑ

حضرت آدم علیہ السلام سب سے پہلے انسان ہیں۔ دنیا کے تمام انسان چاہے وہ گورے ہوں یا کالے آپ ہی کی نسل سے ہیں۔ اللہ پاک نے اپنی سچی کتاب قرآن حکیم میں حضرت آدم ؑ کی پیدائش کا پورا قصہ بیان کیا ہے۔ اس مقدس آسمانی کتاب میں لکھا ہے :

اللہ پاک کے حکم سے سنی ہوئی مٹی سے کر پہلے حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا بنایا گیا۔ پھر اس پتلے کے اندر روح پھونکی گئی اور فرشتوں جیسی نورانی مخلوق کو حکم دیا گیا۔ کہ وہ ان کے آگے سجدہ کریں۔ یہ حکم اس لیئے دیا گیا۔ کہ حضرت آدم ؑ کو اپنی اصلی شان معلوم ہو جائے۔ وہ یہ بات جان لیں کہ اللہ پاک نے انہیں اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ رتبہ دیا ہے اور اپنا خلیفہ یعنی نائب بنایا ہے۔

جب آپ کو یہ عزت دی گئی تو شیطان آپ کا اور آپ کی اولاد کا دشمن بن گیا۔ وہ اس وقت فرشتوں میں بھی سب سے زیادہ عزت

Marfat.com

رکھتا تھا اور اس کا خیال یہ تھا کہ اللہ پاک مجھے اپنا خلیفہ بنائے گا۔ یہ خیال چاہے نہ بھی ہو۔ لیکن اس کے دل میں غرور حد سے زیادہ تھا۔ اس نے کہا میں آگ سے پیدا ہوں اور آدم مٹی سے میں اسے سجدہ کیوں کروں!

اپنا خلیفہ بنانے کے بعد اللہ پاک نے حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی بیوی حضرت حوّا کو یہ حکم دیا کہ تم دونوں جنت کے اندر رہو، یہاں تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ بس اتنا کام کرنا کہ اس ایک درخت کے قریب مت جانا! لیکن ہوا یہ کہ حضرت حوّا کو یہ نصیحت یاد نہ رہی۔ شیطان کے بہکانے سے انہوں نے اس درخت کا پھل کھا لیا اور اپنے شوہر حضرت آدم علیہ السلام کو بھی کھلا دیا۔ اور اس بات سے ناراض ہو کر اللہ پاک نے ان دونوں کو جنت سے نکال کر زمین پر بھیج دیا۔

زمین پر آ کر حضرت آدم علیہ السلام بہت دن تک روتے رہے اور اپنی لغزش کی معافی مانگتے رہے۔ آخر اللہ پاک نے اپنی رحمت فرمائی۔ ان دونوں کو آپس میں ملا دیا۔ اور عزت کے ساتھ زندگی گذارنے کے سارے سامان کر دئیے۔

آدم سریانی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنی مٹی کے ہیں اس

لہ ترجمان القرآن۔ از مولانا ابوالکلام آزاد۔

Marfat.com

کی وجہ غالباً یہ ہے۔ کہ آپ کو مٹی سے بنایا گیا تھا۔

حضرت آدم کا لقب ابوالبشر ہے۔ جس کے معنے انسانوں کا باپ ہیں۔ تمام انسانوں کے باپ یعنی جدِ اعلیٰ ہونے کے علاوہ آپ اللہ پاک کے سچے رسول بھی ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام ۹۳۰ سال زندہ رہے۔

حضرت نوح علیہ السلام آپ کی وفات کے ۱۰۵۶ سال بعد پیدا ہوئے۔

Marfat.com

حضرت حوّا

حضرت حوّا تمام انسانوں کی ماں اور حضرت آدم علیہ السلام کی بیوی ہیں۔ آپ کی پیدائش کے بارے میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ آپ کو حضرت آدم کی پسلی سے پیدا کیا گیا تھا۔ یہ بات پڑھ کر حیران نہیں ہونا چاہیئے۔ اللہ رب العزت کی وہ شان ہے کہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ معمولی حیثیت رکھنے والا انسان کیسے کیسے حیرت میں ڈالنے والے کام کر رہا ہے۔ پھر خدا کے لئے کیا مشکل ہے۔

حوّا لفظ حیّ سے نکلا ہے جس کے معنی زندہ کے ہیں۔

Marfat.com

حضرت نوحؑ کا طوفان

حضرت نوح علیہ السلام مشہور پیغمبر ہیں۔ آپ کو آدمؑ ثانی یعنی دُوسرا آدمؑ کہا جاتا ہے۔ اِس نام کی وجہ یہ ہے۔ کہ آپ کے زمانے میں پانی کا ایک ایسا بڑا طوفان آیا۔ کہ جتنے جاندار تھے سب مر گئے۔ صرف وہ اِنسان اور جانور بچ سکے جو آپ کی کشتی میں سوار ہو گئے تھے۔

یہ عذاب آنے کی وجہ یہ تھی۔ کہ اس زمانے کے لوگوں نے بہت بُری عادتیں اختیار کر لی تھیں۔ ان کے اندر سب سے بڑی بُرائی تو یہ پیدا ہو گئی تھی۔ کہ ایک خدا کو چھوڑ کر وہ بتوں کی پوجا کرنے لگے تھے۔ اِن بتوں میں چار بت بہت بڑے مانے جاتے تھے ؛

(۱) وُدّ۔ یہ بت ایک مرد کی صورت کا تھا۔

(۲) سواع۔ یہ بت ایک عورت کی شکل کا تھا۔

(۳) یغوث۔ یہ بت گھوڑے کی شکل کا تھا۔

(۴) نسیر۔ یہ بُت گدھ کی شکل کا تھا۔

Marfat.com

بتوں کی پوجا کرنے کے علاوہ ان لوگوں میں اور بھی بہت سی برائیاں پیدا ہوگئی تھیں۔ اللہ کے سچے رسول حضرت نوح علیہ السلام ان لوگوں کو ساڑھے نوسو برس برابر سمجھاتے رہے۔ جب وہ کسی طرح باز نہ آئے تو آپ نے اللہ پاک کے حضور دعا مانگی۔ کہ اس ظالم قوم کا خاتمہ کر کے اور اچھے لوگ پیدا کر جو نیکی کے راستے پر چلیں اور تیری عبادت کریں۔ اللہ پاک نے اپنے رسول کی یہ دعا قبول کر لی اور اس قوم کو تباہ کرنے کے لئے پانی کا طوفان بھیجا۔

تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے چالیس دن تک آسمان سے بھی پانی برستا رہا اور زمین سے بھی اُبلتا رہا۔ اور طوفان کا یہ پانی اتنا زیادہ ہوگیا کہ اونچے اونچے پہاڑ بھی ڈوب گئے۔

حضرت نوح علیہ السلام کو جس قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اس کا نام کلدانی تھا۔ اور وہ دریائے دجلہ اور دریائے فرات کی وادی میں رہتی تھی۔ اس جگہ کو آج کل عراق کہتے ہیں اور یہ ایک عرب ملک مانا جاتا ہے۔

طوفان کا عذاب بھیجنے سے کافی دن پہلے اللہ پاک نے وحی کے ذریعے حضرت نوحؑ کو خبردار کر دیا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ لکڑی کے بڑے بڑے تختوں سے ایک بڑی ساری کشتی بنا لو اور جب

Marfat.com

طوفان کے آثار ظاہر ہوں۔ ہر جاندار کا ایک ایک جوڑا اس کے اندر رکھ لو اور اپنے ساتھی مسلمانوں کو لے کر اس کے اندر بیٹھ جاؤ۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔

طوفان آنے کے بعد حضرت نوح کی کشتی اس وقت تک تیرتی رہی جب تک پانی کا زور کم نہ ہو گیا۔ یہ خوفناک طوفان ختم ہونے کے بعد آپ کی کشتی جودی نام کے پہاڑ پر آکر رکی اور زمین خشک ہونے کے بعد ان انسانوں نے نئے سرے سے زندگی شروع کی جو آپ کے ساتھ سوار ہو گئے تھے۔

Marfat.com

حضرت نوحؑ کی کشتی

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے بارے میں بہت سی باتیں مشہور ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ یہ کشتی بہت بڑی تھی۔ ایسی ہی سمجھ لیجئے جیسے ہمارے آج کل کے زمانے کے سمندری جہاز ہوتے ہیں۔ بہرحال بتایا یہ گیا ہے۔ اس تاریخی کشتی کی چھ منزلیں تھیں اور ہر منزل میں چھ درجے تھے۔

قصص الانبیاء کے مصنف مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے لکھا ہے حضرت نوحؑ کی کشتی کی لمبائی ایک ہزار گز تھی۔ آپ رجب کے مہینے سے لے کر محرم تک چھ مہینے کشتی پر ہی رہے خشکی پر اترنے کے بعد آپ نے سب سے پہلے ایک مسجد بنائی اور جس جگہ اترے بعد میں وہاں ایک بستی آباد ہوئی جس کا نام ثمانین تھا۔

(دینِ حق۔ از پروفیسر سید نواب علی)

Marfat.com

شہر بابل

مشہور پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات میں یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ آپ وادئ عراق کے مشہور شہر بابل میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ اب سے پانچ ہزار سال پہلے کی بات ہے۔ اس زمانے میں یہ شہر بہت ترقی پر تھا۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ دنیا کا سب سے بڑا اور خوبصورت شہر مانا جاتا تھا۔

تمدن عرب نام کی کتاب کے مصنف ڈاکٹر لیبان نے اس شہر کے کچھ حالات لکھے ہیں۔ یہ مصنف لکھتا ہے:

شہر بابل دریائے فرات کے کنارے پر آباد تھا۔ اور اس کا رقبہ ایک سو میل تک پھیلا ہوا تھا۔ شہر کا نقشہ کچھ اس طرح بنایا گیا تھا کہ لمبائی اور چوڑائی کا فاصلہ ایک جیسا تھا۔

شہر کی حفاظت کے لیے جو فصیل بنائی گئی تھی۔ تیس گز چوڑی

تھی۔ اس کے اوپر چار گھوڑوں والی گاڑی نہایت آسانی اور حفاظت کے ساتھ دوڑ سکتی تھی۔ فصیل کے باہر ایک بہت چوڑی اور گہری خندق بنائی گئی تھی۔ کسی دشمن کے حملے کا خطرہ ہوتا تھا تو اس خندق کو پانی سے بھر دیا جاتا تھا۔ یہ انتظام بھی کیا گیا تھا۔ کہ غلّہ اور پھل وغیرہ ضرورت کی جتنی چیزیں ہیں وہ شہر کی چار دیواری کے اندر ہی پیدا ہوں۔ بڑے بڑے کھیت اور باغ بنائے گئے تھے۔

بابل کے مشہور ہونے کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ اس کے اندر ایک ایسا باغ لگایا گیا تھا جو زمین کی جگہ بہت بڑی چھت کے اوپر تھا۔ اسے باغ معلق یعنی زمین اور آسمان کے درمیان لٹکا ہوا باغ کہتے تھے۔ دور سے دیکھنے والے کو بالکل یوں نظر آتا تھا جیسے بڑے بڑے درخت اُدھر میں ٹنگے ہوئے ہیں۔

یہ باغ بڑی ہی کاریگری سے لگایا گیا تھا۔ بہت سے ستون بنا کر ان کے اوپر ایسی مضبوط چھت قائم کی گئی تھی۔ جو بڑے بڑے تناور درختوں کا بوجھ سنبھالے ہوئے تھی۔ اور اس سے بھی بڑی کاریگری یہ تھی۔ کہ دریائے فرات کا پانی ستونوں کے سہارے اوپر پہنچایا جاتا تھا۔ جس سے درخت سیراب ہوتے تھے۔

Marfat.com

حضرت ابراہیمؑ

حضرت ابراہیم علیہ السلام اونچی شان والے پیغمبر ہیں۔ آپ کو ابوالانبیاء یعنی نبیوں کا باپ بھی کہا جاتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی اولاد میں بہت سے عزت والے نبی ہوئے ہیں۔ ہمارے حضور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی آپ ہی کے خاندان سے ہیں۔

تاریخ لکھنے والوں کے اندازے کے مطابق حضرت ابراہیمؑ اب سے تقریباً پانچ ہزار برس پہلے عراق کے پرانے تاریخی شہر بابل میں پیدا ہوئے تھے۔ کچھ لوگوں نے اس جگہ کا نام اُور اور فدان ارم بھی لکھا ہے۔ ہو سکتا ہے اس زمانے میں بابل کا یہی نام ہو یا اس شہر کو ان ناموں سے بھی پکارتے ہوں!

آپ کے والد صاحب کا نام تورخ تھا لیکن انہیں آزر کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ آزر کے معنی بت سے محبت کرنے والے کے ہیں۔ یہ نام

Marfat.com

اس وجہ سے دیا گیا تھا کہ وہ بت بنایا کرتے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام، نوح علیہ السلام کے بیٹے حضرت سام کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ انسانوں کے اس خاندان کو سامی نسل کہا جاتا ہے۔ آپ حضرت نوح علیہ السلام سے آٹھ سو نوے سال بعد پیدا ہوئے۔

جس زمانے میں آپ پیدا ہوئے فرات اور دجلہ کی وادی یعنی عراق میں بسنے والے لوگ بتوں اور ستاروں کی پوجا کیا کرتے تھے ان کا بادشاہ نمرود بھی مذہب رکھتا تھا۔ بلکہ اس نے تو یہ برائی پھیلا رکھی تھی کہ خود اپنے بت بنوا کر مندروں میں رکھوا دئیے تھے اور لوگوں کو حکم دیا تھا۔ کہ وہ اسے خدا جان کر پوجا کریں۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان برائیوں میں سے کسی کو بھی قبول نہ کیا۔ اللہ پاک کی مہربانی سے آپ نے بالکل بچپن ہی میں یہ بات معلوم کر لی تھی۔ کہ سب چیزوں کا پیدا کرنے والا اللہ پاک ہے۔ اور ہمیں اُسی کی عبادت کرنی چاہئیے۔

جب آپ جوانی کی عمر کو پہنچے تو اپنی قوم کے لوگوں کو بھی یہ اچھی باتیں سمجھانی شروع کیں کہ بتوں اور چاند ستاروں کی جگہ اسی سچے خدا کو پوجنا چاہیئے جس نے ہم سب کو اور دنیا کی ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور

لہ قصص القرآن۔ از مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی

Marfat.com

برائی کے وہ سارے کام چھوڑ دینے چاہیں جن سے بے گناہ لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے۔

جب کوئی شخص یا کوئی قوم برائی میں بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے تو پھر وہ ان لوگوں کو اپنا دشمن خیال کرنے لگتی ہے جو اُسے سمجھانے والے ہوں۔ ان لوگوں کا بھی یہی حال ہوا۔ سچائی کے راستے پر آنے کی جگہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دشمن بن گئے۔ انہوں نے آپ کے اوپر مقدمہ چلایا اور بادشاہ نمرود نے یہ سزا تجویز کی۔ کہ آگ میں زندہ جلا دیا جائے۔ لیکن اللہ پاک نے اپنی خاص رحمت سے آگ کے انگاروں کو پھول بنا دیا۔ آپ کا ایک رواں بھی نہ جلا۔

اپنی طرف سے پوری پوری کوشش کرنے کے بعد جب حضرت ابراہیمؑ کو اندازہ ہو گیا کہ یہ لوگ سیدھے رستے پر نہ آئیں گے تو اپنی بیوی حضرت سارہ اور اپنے بھتیجے حضرت لوطؑ کو ساتھ لے کر ہجرت کی۔ یعنی اپنا پرانا وطن چھوڑ کر چلے گئے۔

بلاد ارم یا بابل سے نکل کر آپ سب سے پہلے اس جگہ آئے جسے آج کل فلسطین کہا جاتا ہے۔ یہاں کچھ دن شکیم نامی بستی میں رہے (اسے آج کل نابلس کہتے ہیں) اور پھر ملک مصر کی طرف روانہ ہو گئے۔

ملک مصر پر ان دنوں رقیون نامی بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ یہ تھا

Marfat.com

تو سامی نسل سے ہی لیکن بہت زیادہ ظالم اور بُرا تھا۔ اس نے یہ بُری حرکت کی۔ کہ آپ کی پیاری بیوی حضرت سارہ کو آپ سے چھین لینا چاہا۔ لیکن اسے بہت جلد معلوم ہوگیا۔ کہ یہ اللہ پاک کے خاص بندے ہیں اور اس نے اپنی بیٹی حضرت ہاجرہ کے ساتھ آپ کی شادی کر دی۔

مصر سے آکر حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک فلسطین میں آباد ہو گئے اُس زمانے میں اِس ملک کو کنعان کہتے تھے۔ یہاں آپ کا اور آپ کے گھر والوں کا گذارہ بھیڑ بکریوں کے دودھ گھی۔ پنیر اور گوشت پر تھا۔ یہاں آنے کے بعد آپ کی دونوں بیویاں یعنی حضرت ہاجرہ اور حضرت سارہ کے ہاں دو لڑکے پیدا ہوئے۔ حضرت سارہ کے ہاں حضرت اسحٰقؑ اور حضرت ہاجرہ سے حضرت اسمٰعیلؑ۔ حضرت اسمٰعیلؑ کی پیدائش کے وقت حضرت ابراہیم کی عمر ۸۵ سال تھی۔ حضرت اسحٰقؑ سو سال کی عمر میں پیدا ہوئے۔ آپ کی عمر ۱۷۵ سال ہوئی۔

Marfat.com

حضرت سارہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کے والد صاحب کا نام حضرت حاران تھا۔ اس طرح ان عزت والی خاتون کا پورا نام سارہ بنت حاران ہوا۔ بنت عربی زبان میں بیٹی کو کہتے ہیں۔

حضرت حاران۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا تھے۔ ان کے والد صاحب یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دادا صاحب کا نام ناجور تھا جو فدان نام کے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ آٹھ پشتوں کے بعد ان بزرگ کا سلسلۂ نسب حضرت نوح علیہ السلام سے مل جاتا ہے۔

حضرت نوحؑ کے بیٹے حضرت سام۔ حضرت سام کے بیٹے اَرفشاذ۔ ان کے بیٹے شالخ۔ ان کے بیٹے عابر۔ ان کے بیٹے فالج ان کے بیٹے رعو۔ ان کے بیٹے سروج اور ان کے بیٹے ناجور [1]۔

---

[1] قصص القرآن۔ از مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی۔

Marfat.com

حضرت ہاجرہ

حضرت ہاجرہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری بیوی اور عزت والے رسول حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی محترمہ والدہ ہیں۔ آپ مصر کے بادشاہ رقیون کی بیٹی تھیں۔ بعض ایسے نامسلمان عالموں نے جو اسلام اور مسلمانوں کی ہر بات کو کم کر کے دکھانا چاہتے ہیں یہ لکھا ہے کہ حضرت ہاجرہ رقیون کی لونڈی تھیں۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔

ہاجرہ اصل میں عبرانی زبان کا لفظ ہاغار ہے۔ جس کے معنی ایسے آدمی کے ہیں۔ جس کے ساتھ پہلے سے جان پہچان نہ ہو یعنی اجنبی۔ عربی زبان میں بھی لفظ اپنا وطن چھوڑ کر آنے والوں کے لیے استعمال ہونے لگا۔

Marfat.com

حضرت اسمٰعیلؑ

حضرت اسمٰعیلؑ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے عزت والے بیٹے ہیں۔ اللہ پاک نے انہیں بھی نبوّت کی شان دی تھی۔ اللہ پاک کا رسول ہونے کے علاوہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی شہرت اس وجہ سے بھی ہے۔ کہ آپ بچپن ہی سے بہت زیادہ نیک اور اپنے بزرگوں کا حکم ماننے والے تھے۔ اپنے والد صاحب کا حکم ماننے اور ان کی بات رکھنے کے سلسلے میں حضرت اسمٰعیلؑ نے ایک ایسی مثال قائم کی ہے کہ پوری دنیا میں ایسی کوئی اور مثال نہیں ملتی۔

یہ قصّہ یوں ہے۔ کہ ایک بار حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں یہ ہدایت پائی۔ کہ اپنی سب سے پیاری چیز کو اللہ پاک کے نام پر قربان کر دو۔ اللہ کے رسولوں کے خواب عام آدمیوں جیسے نہیں ہوتے۔ اس لئے حضرت ابراہیمؑ نے سوچنا شروع کیا کہ سب

سے پیاری اور قیمتی چیز کونسی ہے۔ یہ بات سوچتے ہوئے انہوں نے محسوس کیا جتنی بھی چیزیں ہیں ان میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سب سے زیادہ پیارے ہیں۔ اپنے بیٹے سبھی کو اچھے لگتے ہیں۔

اللہ کا حکم پورا کرنا ضروری تھا چنانچہ آپ نے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ سے اس بات کا ذکر کیا۔ اگرچہ اس وقت ان کی عمر بہت کم تھی۔ لیکن اس بات پر فوراً تیار ہو گئے۔ کہ ان کے والد صاحب انہیں اللہ کے نام پر قربان کر دیں۔ اب آپ خود ہی سوچیے یہ کتنا مشکل کام تھا۔ لیکن حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنی جان کی ذرا بھی پروا نہ کی۔

اسمٰعیلؑ۔ عبرانی زبان کا لفظ ہے یہ اسمع اور ایل سے مل کر بنا ہے۔ اسمع کے معنی ہیں سُن اور ایل اللہ کو کہتے ہیں۔ یوں حضرت اسمٰعیل کے نام کے معنی یہ ہوئے۔ اللہ سن۔

حضرت اسمٰعیلؑ اس وقت دنیا میں تشریف لائے جب آپ کے والد صاحب کی عمر ۸۵ سال کی تھی۔ ابھی بالکل ننھے بچے تھے کہ اللہ پاک کے حکم کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کو اس جگہ چھوڑ کر چلے گئے جس جگہ آجکل شہر مکہ آباد ہے۔ اس زمانے میں یہ جگہ بالکل ویران تھی۔ نہ پانی تھا نہ

Marfat.com

نہ کھانے پینے کی کوئی چیز۔

اللہ پاک کی قدرت سے حضرت اسمٰعیلؑ کے زمین پر ایڑی مارنے سے وہ پاک چشمہ جاری ہوا۔ جس کا نام زمزم ہے۔ یہ مقدس چشمہ جاری ہونے کے بعد بنی جرہم نام کا ایک قبیلہ آکر اس جگہ آباد ہو گیا۔ جوان ہونے کے بعد حضرت اسمٰعیلؑ نے اسی قبیلے میں شادی کی۔ آپ کے گھر بارہ لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ لڑکی کا نام محلاۃ تھا۔ لڑکوں کے نام یہ تھے:

(۱) نیابوت (۲) قیدار (۳) ردبیل (۴) بشام (۵) مشاع۔
(۶) رومہ (۷) منشا (۸) مدار (۹) تیما (۱۰) لیطور (۱۱) نافیش۔
(۱۲) قیدما۔[۱]

حضرت اسمٰعیلؑ ایک سو چھتیس سال زندہ رہے۔

اللہ پاک نے آپ کی نسل کو ایسی عزت اور برکت دی کہ رہتی دنیا تک آپ کا نام رہے گا۔

---

[۱] قصص القرآن از مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی۔

حضرت یوسفؑ

حضرت یوسف علیہ السلام کے نام پر قرآن حکیم میں ایک سورت ہے۔ جس کا نام سورۂ یوسف ہے۔ اور اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ پاک کے نزدیک اس رسول کا خاص درجہ ہے۔

حضرت یوسف علیہ السّلام کے والد صاحب کا نام یعقوبؑ ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السّلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے۔ جیسا کہ ان کے حالات سے معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے حضرت راحیل اور حضرت لیہ کئی عورتوں سے شادی کی تھی اور ان سب کے گھر اولاد ہوئی۔ حضرت یوسف، حضرت راحیل سے پیدا ہوئے تھے اور اپنے بھائیوں اور بہنوں میں سب سے اچھے تھے۔

ایک تو اس وجہ سے کہ ماں باپ کو اپنے وہ بچے زیادہ پیارے لگتے ہیں جن کی عمر کم ہو۔ دوسرے حضرت یوسف علیہ السلام کی عادتیں بھی بہت اچھی تھیں۔ ان کے والد صاحب انہیں بہت زیادہ چاہتے

Marfat.com

تھے۔ اس بات سے ان کے بڑے بھائی جلنے لگے اور انہوں نے ایک دن انہیں اپنے ساتھ جنگل میں لے جا کر ایک کنوئیں کے اندر دھکا دے دیا اور اپنے والد صاحب سے جا کر یہ کہہ دیا کہ یوسفؑ کو بھیڑیا اٹھا کر لے گیا ہے۔ لیکن آپ نے سنا ہوگا جسے خدا رکھے اُسے کون چکھے۔ اس واقعے کے کچھ دیر بعد مصر کی طرف جانے والے سوداگروں کا ایک قافلہ اس طرف سے گذرا۔ اس قافلے والوں میں سے کچھ لوگ پانی بھرنے کے لئے اس کنوئیں پر آئے اور انہوں نے حضرت یوسفؑ کو باہر نکال لیا۔

وہ زمانہ ایسا تھا۔ کہ ایسے لاوارث بچوں اور عورتوں کو لونڈی غلام کی حیثیت سے فروخت کر دینے کا رواج عام تھا۔ ان سوداگروں نے بھی آپ کو بازار میں بیچ دیا اور مصر کے وزیر خزانہ نے جسے عزیز کہتے تھے آپ کو خرید لیا۔

یہ گھرانا بہت اچھا تھا۔ یہاں حضرت یوسفؑ ہر طرح عزت اور آرام کے ساتھ رہے۔ لیکن آپ جوان ہوئے تو آپ کی آزمائش کے لئے ایسا ہوا۔ کہ عزیز کی بیوی زلیخا کے دل میں برے خیال آنے لگے۔ انہوں نے آپ کے ساتھ شادی بیاہ کا تعلق قائم کرنا چاہا بھلا اللہ کا رسول اپنے محسنوں کے ساتھ کسی طرح کی بیوفائی کس طرح

Marfat.com

کر سکتا تھا۔ آپ نے اللہ کی پناہ چاہی اور اس بات سے ناراض ہو کر زلیخا نے آپ کے اوپر الزام لگا دیا اور آپ کو قید کر دیا گیا۔

جو لوگ اچھے اور قابل ہوتے ہیں۔ ان کی نیکی ظاہر ہو کر رہتی ہے۔ حضرت یوسفؑ کے معاملے میں بھی یہی ہوا۔ کچھ دن بعد مصر کے بادشاہ نے ایک ایسا خواب دیکھا جس کی تعبیر حضرت یوسفؑ کے سوا کوئی اور نہ بتا سکا۔ اسے آپ کی قابلیت اور نیکی کا حال معلوم ہو گیا۔ اور اس نے آپ کو قید خانے سے نکلوا کر اپنا وزیر بنا لیا۔

یہ واقعات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے سے دو ہزار سال پہلے کے ہیں۔ اس زمانے میں مصر پر عمالقہ قوم کی حکومت تھی، انگریزی میں اس قوم کو ہیکسوس کہا گیا ہے۔ ان کے دارالحکومت کا نام انمیس تھا۔ اور یہ شہر اسی جگہ آباد تھا جہاں آج کل حسان نام کی بستی آباد ہے۔

مصر کے بادشاہ نے حضرت یوسفؑ کو باشان نام کی ایک بہت بڑی جاگیر دے دی۔ آپ نے اپنے والد صاحب اور گھر کے دوسرے لوگوں کو یہیں بلوا لیا اور عزت و آرام کے ساتھ رہنے لگے۔ حضرت یوسفؑ نے ایک سو دس سال عمر پائی۔ آپ عزیز کے گھر صرف سات سال رہے تھے۔ اس زمانے میں مصر پر جو بادشاہ حکومت کرتا تھا اس کا نام ایان تھا۔

Marfat.com

حضرت موسیٰؑ

آپ میں سے جو بچے قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ انہیں معلوم ہوگا کہ اس آسمانی کتاب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر بہت جگہ آیا ہے۔ اِس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان عزت والے رسول کے حالات میں ایسی باتیں بہت زیادہ ہیں جن سے اللہ پاک کی شان اور عظمت ظاہر ہوتی ہے اور جو کوئی ان پر غور کرے اس کے دل میں اچھا بننے کا خیال پیدا ہوتا ہے۔

اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا کرنے کے بعد یہ حکم دیا تھا کہ تم مصر کے بادشاہ فرعون کے پاس جاؤ اور اُسے یہ بات سمجھاؤ کہ غرور کرنا اور اللہ کے بندوں کو ناحق ستانا اچھی بات نہیں۔ اِس بادشاہ کے دل میں ایسا غرور آگیا تھا کہ وہ خدا ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ اِس کے علاوہ دوسرا ظلم اس نے یہ کر رکھا تھا

Marfat.com

کہ بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنا لیا تھا اور ان کے اوپر طرح طرح کے ستم ڈھاتا تھا۔ ان کی نسل کو ختم کرنے کے لئے ان کے لڑکوں کو قتل کر ڈالتا تھا اور لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا۔

بنی اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السّلام کی اولاد کو کہتے ہیں۔ یہ لوگ اس زمانے میں مصر کے اندر آباد ہوئے تھے جب حضرت یوسف علیہ السّلام کو اللہ نے اس ملک کی حکومت دی تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ پاک نے کئی معجزے دئیے تھے، معجزہ اس کام کو کہتے ہیں جو خاص اللہ پاک کی طرف سے ہو۔ کوئی اور ایسا کام نہ کر سکے اور کوئی یہ بات بھی نہ سمجھ سکے کہ یہ کام کس طرح ہو گیا۔ حضرت موسیٰؑ اپنی لاٹھی کو زمین پر ڈالتے تھے تو وہ سانپ بن جاتی تھی۔ اسی طرح اپنے ہاتھ کو گریبان میں ڈال کر نکالتے تھے تو وہ سورج کی طرح چمکنے لگتا تھا۔

اللہ پاک نے یہ نشانیاں اس لئے دی تھیں کہ جب فرعون انہیں دیکھے گا تو یہ بات سمجھ لے گا کہ یہ واقعی اللہ کے رسول ہیں لیکن اس برے آدمی نے یہ بات نہ سمجھی۔ اس نے کہا تم جادوگر ہو۔ اپنے ملک کے بڑے بڑے جادوگروں کو بلا کر حضرت موسیٰؑ سے مقابلہ کرنے کے لئے کہا۔ جادوگر بھلا آپ کا مقابلہ کیا کرتے وہ

Marfat.com

ہار گئے۔ اور نہ صرف ہار مان لی بلکہ سچے دل سے مسلمان بھی ہو گئے، لیکن فرعون اور اس کے سرداروں کے دل پر اب بھی سچائی کا اثر نہ ہوا۔

جب یہ بات ثابت ہو گئی۔ کہ یہ ظالم بادشاہ اپنی برائیوں سے توبہ کر کے سچا مسلمان نہ بنے گا تو اللہ پاک نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ آپ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر ملک شام کی طرف ہجرت کر جائیے۔

چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ یہ ایک ایسی بات تھی۔ کہ اگر فرعون کے دل میں ذرا بھی انصاف ہوتا تو اس قوم کے لوگوں کو حضرت موسیٰؑ کے ساتھ جانے دیتا۔ لیکن اسے تو شیطان نے بہکا رکھا تھا۔ جیسے ہی بنی اسرائیل کے روانہ ہونے کی خبر ملی اپنے تمام سرداروں اور فوج کو ساتھ لے کر انہیں گرفتار کرنے کے لئے چل دیا۔

اب اتفاق دیکھئے جس وقت فرعون کی فوج بنی اسرائیل کے قریب پہنچی وہ قلزم نام کے سمندر کی مشرقی شاخ کے کنارے پہنچ چکے تھے۔ گویا اب ایسی صورت پیدا ہو گئی تھی۔ کہ نہ آگے بڑھ سکتے تھے اور نہ پیچھے ہٹ سکتے تھے۔ ایسی حالت میں اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا۔ کہ اپنی لاٹھی کو پانی پر ماریئے! جب آپ نے ایسا کیا تو سمندر کا پانی پھٹ گیا اور بیچ میں صاف ستھرا راستہ بن گیا۔ بنی اسرائیل صحیح سلامت دوسرے کنارے پر پہنچ

گئے۔

فرعون اور اس کے ساتھیوں نے سوچا جب یہ لوگ اس راستے پر چل کر دوسرے کنارے پہنچ گئے ہیں تو ہم بھی پہنچ جائیں گے لیکن یہ فوج جیسے ہی بیچ میں پہنچی پانی برابر ہوگیا اور سارے کے سارے ڈوب گئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت یعقوب کی نسل سے تھے آپ کے والد صاحب کا نام عمران اور والدہ صاحبہ کا نام یوکابد تھا۔

آپ کی شادی ایک اور پیغمبر حضرت شعیب علیہ السلام کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ ان کا نام صفورہ تھا۔ آپ کے گھر ایک لڑکا بھی پیدا ہوا تھا جس کا نام جیرسون رکھا گیا تھا۔ حضرت موسیٰؑ کی عمر ایک سو بیس سال ہوئی۔

لے ترجمان القرآن۔ از مولانا ابوالکلام آزاد

Marfat.com

مدین

مدین ایک شہر کا نام ہے، اس جگہ جو قوم آباد تھی اسے بھی اسی نام سے پکارا جاتا تھا۔ یہ جگہ ملک مصر سے آٹھ منزل دور تھی اور اس علاقے میں تھی جو بحر قلزم کے مشرقی کنارے کی طرف ملک عرب کے شمال مشرق میں پھیلا ہوا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام اس علاقے کے لوگوں کو سیدھا راستہ دکھانے کے لئے مقرر کئے گئے تھے۔ ان لوگوں کے اندر خاص برائی یہ تھی کہ وہ جب کسی کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرتے تھے تو کم تول کر دیتے تھے۔ اللہ پاک نے یہ برائی چھوڑنے کا حکم دیا اور جب وہ لوگ باز نہ آئے تو ان پر عذاب نازل کیا گیا۔

قارون

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے حالات میں قارون کا ذکر بھی آتا ہے۔

اس شخص کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ کہ وہ تھا تو حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل ہی سے لیکن ظالم فرعون کا ساتھی بن گیا تھا۔ گویا اپنی قوم کا غدار تھا۔

اس بری اور شرم دلانے والی بات کے علاوہ اس کے اندر ایک بہت بڑی برائی یہ تھی۔ کہ وہ حد سے زیادہ کنجوس تھا۔ اللہ پاک نے اسے اتنی دولت دی تھی کہ اس کے خزانوں کی کنجیاں کئی اونٹوں پر لادی جاتی تھیں لیکن اس دولت سے وہ نہ خود کوئی فائدہ اٹھاتا تھا نہ کسی اور کی مدد کرتا تھا۔

اس کو ان برائیوں کی اللہ پاک نے یہ سزا دی۔ کہ اس کے خزانوں سمیت زمین میں دھنسا دیا گیا۔

Marfat.com

سامری

حضرت موسیٰ کے حالات میں ایک اور برے آدمی سامری کا ذکر بھی آتا ہے۔ اس نے یہ برائی کی تھی۔ کہ ایک موقع پر بنی اسرائیل کے کم سمجھ لوگوں کو بہکا کر سونے سے بنے ہوئے بچھڑے کے بت کی پوجا شروع کرا دی تھی۔ اس نے کہا تھا موسیٰؑ تو تم لوگوں کو یونہی بہکا رہے ہیں، تمہارا تو خدا یہ بچھڑا ہی ہے۔ بس اسی کی پوجا کیا کرو۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے لکھا ہے، سامری در اصل سمیری قوم کا ایک آدمی تھا۔ یہ قوم عراق کے اندر آباد تھی۔

جن لوگوں نے سامری کا کہنا مان لیا تھا۔ ان کے لیے یہ سزا تجویز کی گئی۔ کہ وہ تلواریں لے کر رات کے اندھیرے میں ایک دوسرے کو قتل کریں۔ اس طرح تین ہزار آدمی قتل ہو گئے۔ باقی کو اللہ پاک نے معاف کر دیا۔ سامری کو سخت عذاب دیا گیا۔

Marfat.com

حضرت عیسیٰؑ

قرآن حکیم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر بھی کئی جگہ آیا ہے۔ اللہ کے یہ سچّے رسول کئی لحاظ سے خاص درجہ رکھتے ہیں۔ آپ کی ایک صفت تو یہ ہے کہ آپ کے اور ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے درمیان کوئی اور نبی پیدا نہیں ہوا۔ دوسری صفت یہ ہے کہ اللہ پاک نے آپ کو بغیر باپ کے پیدا کیا تھا تیسری صفت یہ ہے کہ آپ کو بہت سے معجزے دیئے گئے تھے۔ ایک خاص معجزہ یہ تھا کہ مرے ہوئے انسان کو اللہ پاک کے حکم سے دوبارہ زندہ کر دیتے تھے۔ اور دوسرا معجزہ یہ تھا کہ جو شخص ماں کے پیٹ سے اندھا پیدا ہوا ہو وہ آپ کی دعا سے دیکھنے لگتا تھا۔ تیسرا معجزہ یہ تھا کہ جس کسی کو کوڑھ کی بیماری ہوتی تھی۔ وہ آپ کا ہاتھ لگنے سے اچھا ہو جاتا تھا۔ ان کے علاوہ اللہ پاک نے آپ کو اور بھی کئی معجزے دیئے تھے۔

Marfat.com

حضرت عیسٰی علیہ السلام ہمارے حضور ؐ کے دنیا میں تشریف لانے سے ۵۷۱ برس پہلے فلسطین کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے تھے جس کا نام ناصریہ تھا۔ اسی وجہ سے آپ کو عیسٰی ناصری کہتے ہیں یہ اب سے ۱۹۶۴ سال پہلے کی بات ہے۔ جس سن کو ہم سن عیسوی کہتے ہیں۔ وہ آپ کی پیدائش کے دن سے ہی شروع ہوتا ہے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم ؑ کے والد صاحب کا نام عمران اور والدہ صاحبہ کا نام حنہ تھا۔ یہ دونوں حضرت سلیمان علیہ السلام کی نسل سے تھے۔ اُس زمانے کے رسول حضرت ذکریہ علیہ السلام کی بیوی حضرت الیشاع، حضرت مریم ؑ کی والدہ صاحبہ کی سگی بہن تھیں۔

اس زمانے میں یہ رواج تھا۔ کہ ماں باپ اپنے کسی بھی بچے کے بارے میں یہ ارادہ کر لیتے تھے کہ اسے دنیاداری کا کوئی کام نہ کرنے دیں گے۔ بلکہ یہ کسی خانقاہ کے اندر رہ کر ساری زندگی اللہ پاک کی عبادت کرے گا۔ اسے نذر ماننا کہتے تھے۔

حضرت عمران اور حضرت حنہ نے بھی یہی نذر مانی تھی کہ ان کے گھر جو بچہ پیدا ہوگا اُسے اللہ پاک کی عبادت کے لئے چھوڑ دیں گے۔ لیکن اللہ کی قدرت سے لڑکے کی جگہ حضرت مریم ؑ پیدا

Marfat.com

ہوئیں۔ پہلے تو وہ اِس بات سے پریشان ہوئے۔ لیکن پھر حضرت ذکریاؑ کے مشورے سے انہی کی خانقاہ میں بھیج دیا اور وہاں ایک خاص جگہ بنا دی گئی۔ جس کے اندر رہ کر وہ اللہ پاک کی عبادت کرنے لگیں۔

اِس عبادت خانے میں اللہ کے فرشتے ان کے لیئے بے موسم کے پھل اور کھانے کی اچھی چیزیں پہنچایا کرتے تھے۔ اسی جگہ ایک فرشتہ اللہ پاک کے خاص حکم سے یہ اچھی خبر لے کر آیا۔ کہ تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو اللہ کا رسول ہو گا۔ یہ خبر سن کر حضرت مریمؑ بہت زیادہ پریشان ہوئیں۔ انہوں نے فرمایا میرے ہاں بچہ کس طرح پیدا ہو سکتا ہے۔ میری تو شادی ہی نہیں ہوئی۔ اِس بات کا جواب انہیں یہ دیا گیا کہ اللہ پاک کا یہی حکم ہے۔

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کا وقت آیا تو حضرت مریمؑ بیت المقدس سے ۹ میل کے فاصلے پر ساعیر نام کے ایک ٹیلے پر چلی گئیں۔ اب اس جگہ کو بہت ہی مقدس خیال کیا جاتا ہے اور اس کا نام بیت اللحم ہے۔

جس زمانے میں حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے ملک شام پر روم کے بادشاہوں کی حکومت تھی اور ہیرودیس نام کا بادشاہ تخت پر بیٹھا تھا

اس بادشاہ نے ایک یہودی سردار کو ملک شام کا گورنر بنا دیا تھا۔ جس کا نام پلاطیس یہودیہ تھا۔ یہ آدمی بڑا ہی ظالم تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو اللہ کے سچے دین کی طرف بلایا تو پلاطیس آپ کا دشمن بن گیا۔ آپ کے اوپر یہ الزام لگایا کہ آپ بادشاہ کے خلاف بغاوت پھیلا رہے ہیں۔ اپنے خاص جاسوس مقرر کر کے اللہ کے اس سچے رسول کو گرفتار کرا لیا اور یونہی جھوٹا مقدمہ چلا کر یہ فیصلہ کر دیا۔ کہ آپ کو صلیب پر ٹانگ کر موت کی سزا دی جائے۔ لیکن اللہ پاک کی شان نرالی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے جو آدمی روپے کا لالچ کر کے یہودیوں کا جاسوس بن گیا تھا۔ اس کی شکل حضرت عیسیٰ جیسی بن گئی اور یہودیوں نے اسی کو پکڑ کر صلیب پر ٹانگ دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ پاک نے زندہ اور صحیح سلامت رکھا اور اپنی خاص مہربانی سے آسمان پر اٹھا لیا۔ آپ کے بارے میں ہم مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے۔ اس کے مقابلے میں آپ کی امت کے خاص لوگ یعنی عیسائی یہ کہتے ہیں کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو صلیب دے دی۔

Marfat.com

حواری

جس طرح ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے دوستوں اور پاس بیٹھنے والوں کو صحابی کہتے ہیں اُسی طرح ان لوگوں کو حواری کہا جاتا ہے جو حضرت عیسٰی علیہ السلام پر ایمان لائے تھے اور پھر ہر وقت آپ کے ساتھ رہتے تھے۔

عبرانی زبان میں یعنی اس زبان میں جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کے زمانے میں بولی جاتی تھی۔ حواری کے معنی شاگرد[1] کے ہیں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ان شاگردوں یا دوستوں کی تعداد ۱۲ تھی اور ان کے نام یہ تھے:

(۱) پطرس۔ (۲) اندرادس۔ (۳) یعقوب بن زبدی (۴) یوحنا (۵) فلیپس۔ (۶) برشوطادس (۷) توما۔ (۸) متی العشار (۹) یعقوب

---

[1] ترجمان القرآن از مولانا ابوالکلام آزاد

Marfat.com

بن حلفی۔ (۱۰) لباوس۔ (۱۱) لمحان۔ (۱۲) یہوذا رسخر یوطی۔

ان عزت والے لوگوں کے بارے میں یہ بات بتائی جاتی ہے۔ کہ یہ دھوبی کا کام کیا کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کا سچا پیغام پہنچایا تو اپنا کاروبار چھوڑ کر آپ کے ساتھی بن گئے۔ حواری کے ایک معنی دھوبی بھی بتائے جاتے ہیں۔

Marfat.com

انجیل

آپ سب جانتے ہیں آسمانی کتابیں چار ہیں (۱) توراۃ۔ (۲) زبور۔ (۳) انجیل۔ (۴) قرآن شریف۔ ان میں انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔

حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر تشریف لے جانے کے بعد کچھ دن تک تو یہ مقدس کتاب اصلی حالت میں رہی لیکن اس کے بعد یہودیوں اور عیسائیوں نے اس کے اندر بہت سی باتیں اپنی طرف سے ملا دیں اور بہت سی آیتیں نکال دیں۔ اس وقت انجیل کے چار نسخے ہیں۔

(۱) متی کی انجیل (۲) یوحنا کی انجیل (۳) مرقس کی انجیل۔ (۴) لوقا کی انجیل۔

مولانا آزاد نے لکھا ہے۔ شروع کے تین سو سال تک تو انجیل کے ایک سو نسخے تھے ۳۲۵ء میں نالیسیا کے مقام پر پادریوں کی ایک کونسل بیٹھی اور انہوں نے قرعہ اندازی کے ذریعے چار نسخے چنے:

Marfat.com

حضرت ہودؑ

حضرت ہود علیہ السلام وہ عزت والے رسول تھے جو قوم عاد[1]
کے بڑے لوگوں کو سچائی کا راستہ دکھانے اور نیک بنانے کے لئے
آئے تھے۔

قوم عاد کے کئی قبیلے تھے۔ ان میں ایک قبیلے کا نام خلود تھا
اور یہ ہر لحاظ سے عزت والا خیال کیا جاتا تھا۔ حضرت ہود علیہ السلام
اسی قبیلے میں پیدا ہوئے تھے۔

قوم عاد کے لوگ بہت اونچے لمبے اور طاقت والے تھے
حضرت ہود علیہ السلام ان سب میں خوبصورت اور رعب والے تھے۔
آپ کے چہرے کا رنگ سرخ و سپید تھا اور اس پر لمبی داڑھی بہت
اچھی لگتی تھی۔

---

[1] قصص القرآن۔

حضرت ہودؑ اپنی قوم کے لوگوں کو بہت دنوں تک سمجھاتے رہے لیکن وہ اپنی برائیوں سے باز نہ آئے۔ اس پر آپ نے اللہ پاک سے دعا کی۔ کہ اے اللہ اس قوم کو ہلاک کر دے اور اس کی جگہ نیک لوگوں کو اس زمین کا وارث بنا۔ اللہ پاک نے آپ کی یہ دعا قبول کر لی۔

آپ کی بد دعا سے ان لوگوں پر پہلے قحط کا عذاب نازل ہوا۔ کافی دنوں تک بارش نہ ہوئی جس سے ان کے باغ اور کھیت سوکھ گئے۔ اس کے بعد آٹھ دن اور سات راتیں برابر نہایت تیز ہوا چلتی رہی۔ یہ ہوا ایسی ٹھنڈی اور سناٹے والی تھی۔ کہ پوری قوم ہلاک ہو گئی۔ ان کے گھر گر گئے اور بڑے بڑے مضبوط قلعے زمین کا پیوند بن گئے۔

حضرت صالحؑ

قرآن شریف میں حضرت صالح علیہ السلام کا ذکر بھی آیا ہے۔ صالح کے معنی بہت نیک اور شریف ہیں۔ آپ کو اللہ پاک نے اس قوم کی ہدایت کے لئے اپنا رسول بنا کر بھیجا تھا جسے تاریخ میں قوم ثمود کہا جاتا ہے۔

اس قوم کے لوگوں نے آپ سے یہ کہا۔ کہ اگر سڑک پر پڑے ہوئے اس پتھر میں سے زندہ اونٹنی نکل آئے تو ہم آپ کو سچا مان لیں گے اور پھر اسی طریقے پر چلیں گے جو آپ بتاتے ہیں۔ اپنی قوم کے لوگوں کی یہ بات سن کر حضرت صالح علیہ السلام نے اللہ پاک سے دعا کی اور پتھر میں سے زندہ اونٹنی ظاہر ہوئی جس نے باہر آکر بچہ بھی دیا۔

اللہ پاک کی قدرت کی یہ ایک بہت بڑی نشانی تھی لیکن

Marfat.com

یہ لوگ پھر بھی ایمان نہ لائے۔ جندہ بن عمرو نام کا ایک سردار اور اس کے ساتھ چند آدمی اور مسلمان ہو گئے۔ باقی کی قوم انہی برائیوں میں پھنسی رہی۔

معجزے کے طور پر ظاہر ہونے والی یہ اونٹنی عام اونٹوں سے بہت بڑی تھی۔ جو اونٹ اُسے دیکھتے تھے ڈر کر بھاگ جاتے تھے۔ اس ڈر کی وجہ سے اللہ پاک نے یہ حکم دیا۔ کہ چراگاہ میں ایک دن یہ اونٹنی چرا کرے اور ایک دن دوسرے اونٹ اپنا پیٹ بھرا کریں۔ اسی طرح پانی کے چشمے پر ایک دن اس کی باری مقرر کر دی گئی۔ ایک دن دوسرے اونٹوں کی۔

اِس بات سے قوم ثمود کے بے ایمان لوگوں کو تکلیف پہنچی تو وہ اِس اونٹنی کو مارنے کی ترکیبیں سوچنے لگے۔ ان بُرے لوگوں میں مدوق نام کی ایک عورت سب سے آگے تھی۔ اس نے مصدع نام کے ایک آدمی کو یہ لالچ دیا کہ اگر تو اِس اونٹنی کو مار ڈالے تو میں تیرے ساتھ شادی کر لوں گی۔ یہ برا آدمی اس بری عورت کے بہکانے میں آ گیا اور اس نے اللہ کی اس اونٹنی کو مار ڈالا۔

اِس حرکت پر اللہ پاک نے اس قوم پر ہوا کے طوفان کا

عذاب نازل کیا اور وہ سارے کے سارے ہلاک ہو گئے۔ صرف ایک آدمی بچا جو حج کے لئے گیا ہوا تھا۔ لیکن یہ بھی جب کعبہ شریف کی حد سے باہر آیا تو ہلاک ہو گیا۔

حضرت صالح علیہ السلام اور ان لوگوں کو اللہ پاک نے بچا لیا جو مسلمان ہو گئے تھے۔ قوم کے ہلاک ہونے کے بعد یہ لوگ ملک فلسطین کی طرف آ گئے اور اس جگہ آباد ہوئے جسے آج کل عکہ[1] کہا جاتا ہے۔

---

[1] قصص الانبیاء

Marfat.com

حضرت سلیمانؑ

اللہ پاک نے بڑے آدمیوں کو اچھا بنانے کے لئے جو رسول بھیجے ان میں کچھ تو ایسے تھے. جنہوں نے لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف بلایا. بری باتوں سے روکا اور اچھی باتوں کے کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے دنیا میں کوئی حکومت قائم نہیں کی. جیسے حضرت ایوبؑ، حضرت یعقوبؑ. حضرت نوحؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ لیکن اللہ کے کچھ رسول ایسے بھی گذرے ہیں جنہوں نے لوگوں کو بھلائی کے کاموں کی طرف بلانے کے ساتھ حکومتیں بھی قائم کیں۔ یعنی یہ عزت والے بزرگ اللہ پاک کے رسول بھی تھے اور بادشاہ بھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام دوسرے گروہ کے رسولوں میں سے ہیں۔ اپنا رسول بنانے کے ساتھ اللہ پاک نے آپ کو بہت

Marfat.com

بڑی حکومت بھی عطا کی تھی۔ بلکہ آپ کی سلطنت ایسی تھی۔ کہ انسانوں میں کسی اور کو نہیں دی گئی۔ انسانوں کے علاوہ آپ کا حکم جنوں، پرندوں اور ہوا وغیرہ پر بھی چلتا تھا اور آپ پرندوں کی بولی بھی سمجھتے تھے۔ اللہ پاک نے ان سب باتوں کا ذکر قرآن شریف میں کیا ہے۔ اس لئے ان کے اندر کسی قسم کا شک نہیں کرنا چاہیئے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے والد صاحب حضرت داؤدؑ تھے اور وہ بھی رسول ہونے کے ساتھ ایک بہت بڑے ملک کے بادشاہ تھے۔

حضرت سلیمانؑ کی والدہ صاحبہ کا نام حضرت بطشا تھا۔ آپ اپنے بھائیوں اور بہنوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ آپ کی عمر صرف ۱۳ سال کی تھی جب اپنے والد صاحب کی جگہ حکومت کے تخت پر بیٹھے اور چالیس سال تک ایسے انصاف اور ایسی شان کے ساتھ حکومت کرتے رہے کہ کسی بے گناہ آدمی کو ذرا بھی تکلیف نہ ہوئی۔ ۵۳ سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا[1]۔

---

[1] قصص القرآن

Marfat.com

حضرت بلقیس

حضرت سلیمان علیہ السّلام کے حالات میں حضرت بلقیس کا ذکر بھی آتا ہے۔ یہ عزت والی خاتون آپ کی بیوی تھیں۔

حضرت بلقیس سبا کی ملکہ تھیں اور حضرت سلیمان کے سمجھانے سے مسلمان ہوئی تھیں۔ قرآنِ حکیم میں ان کے مسلمان ہونے کا واقعہ بھی بیان کیا گیا ہے جو بہت دلچسپ ہے۔ لکھا ہے حضرت سلیمان کے ساتھ رہنے والا ایک پرندہ ہُدہُد ایک دن اُڑتا اُڑتا اس ملک کی طرف جا نکلا جہاں حضرت بلقیس حکومت کرتی تھیں۔ اس پرندے نے آپ کو اور آپ کے دربار والوں کو سورج کی پوجا کرتے ہوئے دیکھا تو یہ بات حضرت سلیمانؑ کو بتائی اور اللہ کے اس حکم کے مطابق کہ جو لوگ گمراہ ہوں انہیں سیدھے راستے کی طرف بلایا جائے۔ حضرت سلیمانؑ نے ان کے نام ایک خط لکھا

Marfat.com

کہ کفر اور شرک کا یہ راستہ چھوڑ کر اسلام کے اچھے طریقے پر چلو۔
اِس خط کے جواب میں خود حضرت بلقیس حضرت سلیمانؑ کے دربار میں آئیں اور آپ نے اسلام کی اچھی باتوں کو سچے دل سے مان لیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان کے ساتھ شادی کر لی اور اِس طرح وہ ایک چھوٹی سی ریاست کی ملکہ کی جگہ ایک بہت بڑے بادشاہ اور اللہ کے سچّے رسول کی بیگم بن گئیں۔

تاریخ لکھنے والے عالموں نے لکھا ہے۔ جزیرہ نمائے عرب کے جس ملک کو آج کل یمن کہا جاتا ہے پرانے زمانے میں اس کا نام ملک سبا تھا۔ اس میں بسنے والی قوم کا نام بھی سبا ہی تھا حضرت بلقیس اسی ملک پر حکومت کرتی تھیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا پایۂ تخت ملک شام تھا۔

Marfat.com

حضرت لوطؑ

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے آقا اور اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک انسانوں کو سیدھا راستہ دکھانے کے لیے جتنے رسول دنیا میں آئے ان کی گنتی ایک لاکھ اور چوبیس ہزار بتائی جاتی ہے۔ ان عزت والے انسانوں میں سے بہت سوں کا ذکر قرآن شریف میں آیا ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام ایسے ہی ایک رسول ہیں۔

تاریخ لکھنے والے عالموں نے یہ بات بتائی ہے کہ حضرت لوطؑ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے اور انہوں نے بھی آپ کے ساتھ ہی ہجرت کی تھی۔ جب آپ اور بڑے ہوئے اور اللہ پاک نے اپنا رسول بنایا تو اس علاقے کے لوگوں کو سیدھا راستہ دکھانے کی ہدایت کی گئی جسے آجکل شرقِ اردن کہا جاتا ہے اس

۱۔ قصص القرآن

زمانے میں اِس علاقے میں سدوم نام کا ایک بڑا شہر آباد تھا۔
حضرت لوط علیہ السلام اِسی شہر میں رہتے تھے۔

اِس علاقے میں جو قوم آباد تھی اس کے اندر بہت سی برائیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ اللہ کے اِس عزت والے رسول نے بہت زیادہ کوشش کی۔ کہ وہ لوگ اپنی ان بری عادتوں کو چھوڑ دیں لیکن انہوں نے اچھا راستہ اختیار نہ کیا۔ جب حضرت لوطؑ بالکل مایوس ہو گئے تو آپ نے دعا کی یا اللہ ان برے لوگوں کی نسل کو مٹا دے تاکہ زمین پر اچھے لوگ آباد ہوں اور اللہ پاک نے اپنے رسول کی یہ دعا قبول فرمالی۔

عذاب کے فرشتوں کو لڑکوں کی شکل میں بھیجا گیا۔ اس بری قوم کے لوگوں نے اِن فرشتوں کی بھی توہین کرنی چاہی۔ یہ اس بات کی نشانی تھی کہ یہ لوگ سچ مچ حد سے زیادہ برے بن گئے ہیں۔

اِس واقعے کے بعد اس علاقے پر بہت سخت عذاب نازل کیا گیا۔ زلزلہ آیا اور آسمان سے پتھر برسے۔ اِس عذاب سے زمین چار سو میٹر دھنس گئی۔

بحرِ لوط یا بحرِ میت نام کا سمندر اسی جگہ ہے ؛

Marfat.com

حضرت ایوبؑ

قرآن شریف میں ایک عزت والے رسول حضرت ایوب علیہ السلام کا حال بھی بیان کیا گیا ہے۔ اللہ کے اس خاص بندے کی بڑائی یہ ہے کہ حد سے زیادہ تکلیف اور مصیبت کے اندر بھی انہوں نے خدا کی عبادت کی۔ صبر کیا اور یہ یقین رکھا۔ کہ ان کی تکلیف ایک نہ ایک دن ضرور ختم ہو جائے گی۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے بارے میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بار شیطان نے یہ دعویٰ کیا۔ کہ خدا کے جو بندے اس کی عبادت میں لگے رہتے ہیں وہ صرف اس صورت میں نیکی کرتے ہیں جب آرام کی زندگی گذار رہے ہوں۔ انسانوں کی نسل کے اس دشمن کی بات کو غلط ثابت کرنے کے لیئے اللہ پاک نے اپنے رسول حضرت ایوب علیہ السلام کو کچھ دنوں کے لیئے آزمائش میں ڈالا۔ ان کے تمام گھر والے ان سے جدا ہو گئے۔ جس قدر مال و دولت

Marfat.com

تھا سب چھن گیا اور وہ کوڑھ جیسی خطرناک بیماری میں مبتلا ہو گئے،
ایسی بری حالت میں صرف ان کی وفادار بیوی ان کے ساتھ رہیں۔

آپ سب جانتے ہی ہیں۔ آزمائش کا زمانہ تو بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ حضرت ایوبؑ اس آزمائش میں پورے اترے یعنی وہ ایسی تکلیف کے دنوں میں بھی اللہ کا شکر کرتے رہے تو اللہ پاک نے انکی ساری تکلیفیں دور کر دیں اور ان کی حالت پہلے سے بھی زیادہ اچھی ہو گئی۔

قصص القرآن کے مصنف مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے لکھا ہے۔ حضرت ایوبؑ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد صاحب کا نام زارح تھا۔ پیدائش کے سن کا اندازہ ۱۵۰۰ ق م کیا جاتا ہے۔

حضرت ایوبؑ کتنے دن آزمائش میں مبتلا رہے اس کے بارے میں دو باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ عرصہ صرف سات سال کا ہے۔ دوسری روایت میں تیرہ سال بتایا گیا ہے۔ بہرحال ان دونوں میں سے کوئی سی بات بھی ٹھیک ہو آخر آپ کی حالت بالکل ٹھیک ہو گئی اور پہلے سے بھی زیادہ اچھے ہو گئے۔

آپ کی جس بیوی نے مصیبت کے دنوں میں ساتھ دیا تھا اس

Marfat.com

کا نام رحیمہ تھا۔ اس عزت والی خاتون کے علاوہ چار بیویاں اور تھیں۔ بچوں کی گنتی نو تھی۔ جن میں چار لڑکے تھے اور پانچ لڑکیاں۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے ترجمان القرآن میں سات بیٹے اور تین بیٹیاں لکھی ہیں۔

آپ کے مال و دولت کے بارے میں یہ بتایا گیا ہے کہ سات ہزار بھیڑیں۔ تین ہزار اونٹ۔ ایک ہزار بیل اور پانچ سو گدھے آپ کی ملکیت میں تھے۔

آپ ایک سو چالیس سال تک زندہ رہے اور آزمائش کے سات سال نکال کر آپ کی پوری زندگی نہایت اطمینان اور آرام کے ساتھ بسر ہوئی۔

Marfat.com

حضرت الیاسؑ

اللہ کے سچے رسول حضرت الیاسؑ کا ذکر بھی قرآن شریف میں آیا ہے۔ ان کے بارے میں عام لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ سمندروں اور دریاؤں میں سفر کرنے والا کوئی مسافر جب اپنا راستہ بھول جاتا ہے یا اس پر کسی طرح کی مصیبت آتی ہے تو اللہ پاک کے حکم سے حضرت الیاس علیہ السلام اس کی امداد کرتے ہیں۔

یہ بات ٹھیک ہو یا نہ ہو لیکن اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ حضرت الیاسؑ ایک عزت والے رسول تھے اور انہوں نے اپنی ساری زندگی اس اچھی کوشش میں صرف کی کہ لوگ برائی کا راستہ چھوڑ کر نیک بن جائیں۔

توریت میں حضرت الیاسؑ کا نام ایلیاہ پیغمبر بتایا گیا ہے۔ تحقیق کرنے والے عالموں کا خیال یہ ہے کہ آپ حضرت موسیٰؑ

Marfat.com

کے بھائی حضرت ہارونؑ کی نسل سے تھے۔ اور بنی اسرائیل کے اس بزرگ رسول کی چھ پشتوں کے بعد پیدا ہوئے۔

ملک شام کے نقشے میں جس جگہ شہر بعلبک دکھایا گیا ہے یہی علاقہ آپ کا وطن تھا اور آپ نے اس جگہ کے لوگوں کو اللہ پاک کے سچے راستے کی طرف بلایا۔ اس زمانے میں اس جگہ کے رہنے والے بعل[1] نام کے بت کی پوجا کیا کرتے تھے۔ یہ لوگ اس بت کی پوجا حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارون علیہ السلام کے زمانے سے ہی کرتے چلے آرہے تھے۔

عربی زبان میں بعل کے معنی بزرگ اور معبود، یعنی جس کی عبادت کی جاتی رہیں۔ دوسری قوموں کے لوگوں نے اس بت کے اور اور نام بھی رکھ چھوڑے تھے۔ مثال کے طور پر ملک شام میں رہنے والے ان قبیلوں کے لوگ جو سامی نسل سے تھے۔ اس بت کو بعل بریث اور بعل صفور کہتے تھے۔ عفرشالی کہلانے والے قبیلے کے لوگوں نے اس کا نام بعل یوب رکھا تھا۔ کلدانی قبیلے۔ بیل۔ بیلوس اور لطوس کہتے تھے۔

---

[1] قصص القرآن۔

یہ بت ایک خوبصورت عورت کا تھا۔ اسے سونے سے بنایا گیا تھا۔ اور اس کی اونچائی بیس گز تھی۔ اس کے چار منہ تھے جس مندر میں یہ بت رکھا ہوا تھا۔ اس کی دیکھ بھال کرنے کے لئے چار سو لوگ ہر وقت موجود رہتے تھے۔

اور رسولوں کی طرح حضرت الیاسؑ نے لوگوں کو یہ تعلیم دی کہ اس بت کی پوجا چھوڑ کر خالص اللہ پاک کو پوجا کرو اور برائی کے تمام کام چھوڑ کر نیک اور شریف بن جاؤ۔

Marfat.com

حضرت داؤدؑ

حضرت داؤد علیہ السلام بنی اسرائیل کے مشہور بادشاہ اور اللہ کے سچے رسول حضرت سلیمان علیہ السلام کے والد ہیں۔ آپ بھی انہی کی طرح بہت بڑے بادشاہ اور خدا کے رسول تھے۔

عالموں نے آپ کے بارے میں یہ بات بتائی ہے۔ کہ آپ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی یہوذا کی نسل سے تھے۔ چودہ پشتوں کے بعد آپ کے نسب کا سلسلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تک پہنچ جاتا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی شروع کی زندگی بالکل معمولی تھی۔ آپ اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹے اور سب سے کمزور تھے۔ آپ کا قد چھوٹا اور جسم پتلا دبلا تھا۔ اس لیے آپ کے والد صاحب ایشاء نے آپ کو بکریاں چرانے کے کام پر مقرر کر رکھا تھا۔ لیکن جب اللہ پاک کسی کو عزت دینا چاہتا ہے تو اسے کوئی نہیں دبا سکتا۔

Marfat.com

ایک بار ایسا ہوا۔ کہ عمالقہ نام کی طاقت والی قوم کے ساتھ بنی اسرائیل کی لڑائی ہوئی۔ عمالقہ کے بادشاہ کا نام جالوت تھا اور وہ بہت زیادہ اونچا لمبا اور مضبوط آدمی تھا۔ بنی اسرائیل کے سردار حضرت طالوت تھے۔

کمزور اور چھوٹے قد والے ہونے کی وجہ سے حضرت داؤدؑ کو اس لڑائی میں شریک نہیں کیا گیا تھا لیکن ایک دن آپ لڑائی کا تماشہ دیکھنے کے لئے اس جگہ چلے گئے جہاں جنگ ہو رہی تھی اور یہ دیکھ کر کہ بنی اسرائیل کے تمام سپاہیوں پر جالوت کا رعب بیٹھا ہوا ہے۔ اپنے سردار حضرت طالوت سے اس بات کی اجازت مانگی کہ جالوت سے مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں نکلیں۔ انہوں نے اجازت دے دی تو آپ نے گوپھن سے پتھر مار کر جالوت کو قتل کر دیا اور یہ شاندار کامیابی حاصل ہونے کے بعد حضرت طالوت نے اپنی بیٹی میکال کے ساتھ آپ کی شادی کر دی اور حکومت کے کاموں میں اپنا ساتھی بنا لیا۔

حضرت طالوت کے بعد آپ بنی اسرائیل کی چھوٹی سی سلطنت کے بادشاہ بن گئے اور اپنی قابلیت اور بہادری سے اسے ایک بہت بڑی سلطنت بنا دیا۔ یہ سلطنت خلیج عقبہ سے فرات کے تمام علاقوں اور دمشق

Marfat.com

سے حجاز تک پھیلی ہوئی تھی۔

مشہور آسمانی کتاب زبور حضرت داؤد علیہ السلام ہی پر نازل ہوئی زبور کے معنی پارے یا ٹکڑے کے ہیں۔ یہ کتاب اصل میں تورات ہی کا ایک حصّہ ہے۔ اس کی خاص خوبی یہ ہے کہ یہ نثر کی جگہ نظم میں ہے۔

اللہ پاک نے حضرت داؤد علیہ السلام کو ایک خاص معجزہ یہ دیا تھا۔ کہ آپ کے ہاتھ میں لوہا موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا۔ لڑائی میں پہننے کے لئے لوہے کی کڑیوں سے خاص قسم کا جو کرتہ بنایا جاتا ہے اور جسے زرہ کہتے ہیں۔ وہ حضرت داؤدؑ ہی کی ایجاد ہے۔

حضرت داؤدؑ نے چالیس[1] سال تک حکومت کی اور لوگوں کو سچائی کے راستے پر چلاتے رہے۔ سو سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کا مزار شہر صیہون میں بتایا جاتا ہے۔

---

[1] قصص القرآن از مولینا حفظ الرحمٰن سیوہاروی۔

ہیکل سلیمانی

اپنی حکومت کے زمانے میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک بہت بڑا عبادت خانہ بنوایا تھا جسکا نام ہیکل سلیمان تھا۔ یہ عبادت خانہ حضرت سلیمانؑ نے جنوں کی مدد سے بنوایا تھا۔ یہ بات تو آپ کو معلوم ہے نا کہ اللہ کے اس عزت والے رسول کی حکومت جنوں پر بھی تھی۔ جن ایک ایسی مخلوق ہے جسے اللہ پاک نے آگ سے پیدا کیا ہے۔ یہ مخلوق ہماری دنیا ہی میں رہتی ہے لیکن ہمیں نظر نہیں آتی۔

حضرت سلیمانؑ نے یہ بہت بڑی عبادت گاہ موریا نام کے پہاڑ پر بنوائی تھی۔ اس کا قصہ یوں ہے کہ اس پہاڑ کے چاروں طرف بھرتی ڈلوا کر ایک بہت بڑا میدان تیار کرایا گیا۔ یعنی اس اونچے پہاڑ کے چاروں طرف اتنی مٹی اور پتھر وغیرہ ڈالے گئے کہ اس کی چوٹی کے برابر تک پہنچ گئے۔ اس بات کی نشانی کے لیے کہ اس جگہ ایک بڑا پہاڑ تھا اس کی چوٹی کا ایک بڑا پتھر کھلا رہنے دیا گیا۔

Marfat.com

عربی زبان بولنے والے لوگ اس پتھر کو الصخرا کہتے ہیں اور اس کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ وہی پتھر ہے جس کے اوپر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو قربان کرنا چاہا تھا۔

یہ مقدس عمارت بہت دن تک اپنی اصلی حالت میں قائم رہی۔ لیکن قدرت کے قانون کے مطابق اس میں بھی تبدیلیاں آئیں۔ بابلیہ کے بادشاہ بخت نصر نے بنی اسرائیل کی حکومت پر چڑھائی کی تو اس مقدس عمارت کو جلا دیا۔

حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے پیدا ہونے سے ۲۳ سال پہلے جوڈیا نام کی ریاست کے بادشاہ ہیروڈیس نے جس کا لقب بزرگ ہوا تھا۔ اس عمارت کو پھر بنوایا۔ لیکن اس کے صرف چند سال بعد ہی روم کے دسویں قیصر ٹیٹس نے اسے پھر برباد کر دیا۔

بیت المقدس اسی عمارت کا نام ہے اور یہ مسلمانوں، عیسائیوں اور یہودیوں[1] سب کے نزدیک مقدس ہے۔ سب اس کا ادب کرتے ہیں۔

---

[1] تمدن عرب۔ از ڈاکٹر لیبان۔

مسجدِ عمر رضؓ

مسجدِ عمرؓ ملک فلسطین میں ہے اور ان بڑی عمارتوں میں گنی جاتی ہے۔ جن سے مسلمانوں کی شان ظاہر ہوتی ہے۔

یورپ کے عالموں کا خیال یہ ہے۔ کہ یہ مسجد اسی جگہ بنی ہوئی ہے۔ جہاں حضرت سلیمانؑ نے عبادت کرنے کے لیئے ہیکل بنوائی تھی۔ مسجدِ عمر ایک بہت بڑے مربعہ چبوترے پر بنی ہوئی ہے جو زمین سے سوا تین گز اونچا ہے۔ اس چبوترے پر پہنچنے کے لیئے کئی زینے بنائے گئے ہیں۔ اور ہر زینے کے اوپر نہایت خوش وضع نوکدار محرابیں بنائی گئی ہیں۔ یہ تمام محرابیں مرمر نام کے قیمتی پتھر سے بنائی گئی ہیں جو کئی رنگ کا ہے۔

مسجد کے علاوہ اس چبوترے پر جسے حرم کہتے ہیں۔ کئی چیزیں اور بھی بنی ہوئی ہیں۔ ان چیزوں میں وعظ کہنے والے عالموں کے

Marfat.com

لئے ممبر اور نماز پڑھنے والے نمازیوں کے مصلے خاص ہیں۔

مسجد عمرؓ کی شکل ہشت پہلو ہے۔ ہر طرف سے داخل ہونے کے لئے دروازے ہیں، اندر کی طرف دیواروں پر سنگ مرمر کی استرکاری ہے۔ یعنی سجاوٹ کے لئے یہ پتھر نہایت خوبصورتی کے ساتھ جڑا گیا ہے۔ اس سے اوپر چینی مٹی کی پھولدار تختیاں لگائی گئی ہیں۔ یہ تختیاں حد سے زیادہ خوشنما اور اچھے نگوں والی ہیں۔ جب سورج نکلتا ہے تو ساری مسجد جگمگا اٹھتی ہے۔ یہ قیمتی تختیاں، ایران کے ایک بادشاہ سلیمان شکوہ[1] نے ۱۵۶۱ء میں لگوائی تھیں۔

تاریخ لکھنے والے عالموں کی تحقیق کے مطابق یہ عمارت ۷۲ھ میں بنائی گئی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام پر اس کا نام اس وجہ سے رکھا گیا۔ کہ ملک فلسطین آپ ہی کی خلافت کے زمانے میں فتح ہوا تھا اور بیت المقدس کے عیسائی راہب نے اس عزت والے شہر کی کنجیاں آپ ہی کے ہاتھ میں دی تھیں۔

اسی راہب نے جو شہر کا سب سے بڑا حاکم بھی تھا یہ شرط پیش کی تھی۔ کہ اگر مسلمانوں کا خلیفہ یہاں آجائے تو بغیر لڑائی کے

---

[1] ڈاکٹر لیبان۔

Marfat.com

شہر کی کنجیاں دے دوں گا۔ اور اسلامی فوجوں کے سردار حضرت خالد بن ولید اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم نے یہ شرط منظور کر لی تھی۔

عرب کے رہنے والے مسجد عمر کی جگہ اس عمارت کو قبۃ الصخراء بھی کہتے ہیں۔ قبہ بہت بڑے گنبد کو کہتے ہیں۔ اور یہ نام غالباً اس وجہ سے دیا گیا ہے کہ اس ساری عمارت پر ایک بہت بڑا گنبد بنا ہوا ہے۔

گنبد کے نچلے حصے میں ایک چوڑا ابھار بنا یا گیا ہے جس پر قرآن شریف کی وہ آیات لکھی گئی ہیں جن میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کا ذکر ہے۔ اس گنبد کی سجاوٹ بہت ہی اعلیٰ ہے۔ ۱۰۲۲ء میں یہ گنبد دوبارہ بنایا گیا تھا۔

سنگ الصخراء کی لمبائی اٹھارہ گز ہے اور یہ مسجد کے فرش سے دو گز کے قریب اونچا ہے۔ چاروں طرف کٹہرہ لگا ہوا ہے۔ اس کے گرد دو احاطے ہیں۔ اوپر کی طرف ایک بڑا طاق ہے۔ جسے حضرت سلیمانؑ کی محراب کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے حضرت سلیمانؑ اس کے اندر عبادت کیا کرتے تھے۔

Marfat.com

قرطبہ کی جامع مسجد

مسلمانوں نے دنیا کے مختلف ملکوں میں جو بڑی بڑی تاریخی عمارتیں بنائی ہیں ان میں ایک قرطبہ کی جامع مسجد بھی ہے۔ اب تو اس مسجد کی شان ویسی نہیں رہی کیونکہ مسلمانوں کے بعد جن عیسائیوں نے اندلس میں حکومت قائم کی تھی انہوں نے اس کی ساری خوبصورتی کو برباد کر دیا تھا۔

اندلس ایک مشہور ملک ہے جو براعظم یورپ میں ہے۔ مسلمانوں کی حکومت قائم ہونے سے پہلے جو ۹۳ھ میں قائم ہوئی تھی یہاں عیسائیوں کی حکومت تھی اور ان سے پہلے بت پرست راج کرتے تھے تاریخ میں انہیں رومانی کہا گیا ہے۔ قرطبہ کی جامع مسجد کے بارے میں یہ بات بتائی جاتی ہے کہ جس جگہ یہ مسجد بنائی گئی بہت پرانے زمانے میں یہاں رومانوی بت پرستوں کا ایک بہت بڑا بت خانہ تھا۔ آگے چل کر جب عیسائیوں نے حکومت قائم کی تو اپنے ایک شہید نجنت

Marfat.com

کے نام پر اس بت خانے کو گرجا بنا لیا اور اس کا نام شنت بخنت[1] رکھا۔

جب عیسائیوں اور مسلمانوں کی لڑائی میں مسلمان جیت گئے اور اسلامی فوج قرطبہ میں داخل ہوئی تو یہ شرط طے ہوئی کہ اس تاریخی عبادت خانے کا آدھا حصہ عیسائیوں کے قبضے میں رہے گا اور آدھے حصے پر مسلمان قبضہ کر لیں گے۔ اس سمجھوتے کے مطابق مسلمانوں نے یہاں ایک مسجد بنائی۔

سنہ ۱۷۰ھ میں جب امیر عبدالرحمٰن اندلس کے بادشاہ بنے تو ایک سمجھوتے کے ذریعے باقی کا آدھا حصہ بھی خرید لیا گیا۔ اور ایک بہت بڑی مسجد بنائی گئی۔ اس مسجد کا نقشہ دمشق کے رہنے والے ایک انجینئر نے بنایا اور یہ پانچ سال بعد امیر عبدالرحمٰن کے بیٹے امیر ہشام کے زمانے میں بن کر تیار ہوئی۔ اس شقل مندا انجینئر نے مسجد کا نقشہ ایسا عمدہ بنایا تھا اور اسے ایسی کاریگری سے تیار کیا گیا تھا کہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔

تاریخ کی کتابوں میں اس مسجد کی خوبصورتی کا جو حال لکھا گیا ہے وہ ایسا ہے کہ اس پر آسانی کے ساتھ یقین بھی نہیں آتا اندلس

---

[1] اندلس کا تاریخی جغرافیہ۔ مترجمہ مولوی عنایت اللہ۔

کا تاریخی جغرافیہ نام کی کتاب کے مصنف نے لکھا ہے۔ اس مسجد کے آگے پیچھے آٹھ درجے تھے۔ اور ہر درجہ تین تین منزل کی محرابوں والے اونچے ستون سے بنایا گیا تھا۔ یہ محرابیں ایسی کاریگری سے بنائی گئی تھیں۔ کہ الگ الگ بھی تھیں اور مل کر چھت کو سہارا بھی دیتی تھیں۔ بالکل یوں نظر آتی تھیں جیسے سنگِ مرمر کا ماہی جال بن دیا گیا ہے۔

چھت کی اونچائی ۳۵ فٹ تھی۔ آخری دیواروں میں اندر کو بڑھا ہوا ایک گنبد تھا اور اس گنبد کے نیچے ایک بہت ہی خوبصورت محراب تھی۔ جس میں امام کھڑا ہوتا تھا۔

اس مسجد کے چاروں طرف ایک مضبوط دیوار بنائی گئی تھی جس میں ایسے چشمے اور برج بنائے گئے تھے جیسے قلعوں کی فصیلوں میں ہوتے ہیں۔

جنوب کی طرف ایک اونچا مینار تھا جس کے اوپر کھڑا ہو کر موذن اذان دیتا تھا۔ تین طرف نہایت خوشنما دالان تھے۔ ان دالانوں کے درمیان میں وضو کرنے کے لیے حوض تھا۔

امیر عبدالرحمٰن اول اور امیر ہشام کے بعد اندلس پر جن بادشاہوں نے حکومت کی۔ وہ اپنے اپنے زمانے میں اس مسجد کی شان برابر بڑھاتے رہے اور ان کوششوں سے یہ اتنی بڑی اور ایسی خوب صورت

ہو گئی۔ کہ اس کا شمار دنیا کی سب سے شاندار عمارتوں میں ہونے لگا۔

شروع میں صرف گیارہ گیارہ محرابیں بنائی گئی تھیں۔ جو دس دس ستونوں پر قائم تھیں۔ بعد میں ان کی تعداد ۲۹ ہو گئی۔ ایک مینار بھی اور بنایا گیا جو بہت ہی خوبصورت تھا۔ اس مینار کی اونچائی ۹۳ فٹ تھی۔ اوپر ایک چھجا بنایا گیا تھا پھر ستونوں کے اوپر ایک بُرج تھا بُرج کے اوپر ایک کلس تھا جس پر تین لٹو لگے ہوئے تھے۔ ان بڑے بڑے لٹوؤں میں ایک چاندی کا اور دو سونے کے تھے۔ ان لٹوؤں کے اوپر سونے کی چھ پنکھڑیوں والا سوسن کا ایک پھول تھا۔

مینار پر چڑھنے کے لئے ساتھ ساتھ دو زینے بنائے گئے تھے۔ ہر زینے میں ۱۰۷ سیڑھیاں تھیں۔

سب سے آخیر میں اندلس کے جس بادشاہ نے اس مسجد کو بڑھایا اس کا نام منصور حاجب ہے۔ اس نے نئے دالان اور نئی محرابیں بنوا کر اسے بہت ہی بڑا کر دیا اور اس کی سجاوٹ بھی بہت زیادہ کر دی۔ اب ستونوں کی گنتی ۱۴۱۷ ہو گئی اور ان سب کو سونے اور جواہرات سے سجایا گیا۔ عمارتوں میں سونے کے پانی سے جو پھول بوٹے بنائے جاتے ہیں۔ اسے میناکاری کہتے ہیں اور ان پھولوں کو اور خوبصورت بنانے کے لئے جو قیمتی پتھر جڑے جاتے ہیں اُسے پچی کاری کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

منصور حاجب کے زمانے میں یہ مسجد لمبائی میں ۶۲۰ فٹ اور چوڑائی میں ۴۴۰ فٹ تھی۔ رات کے وقت روشنی کرنے کے لئے اس کے اندر ۲۸۰ جھاڑ لگائے گئے تھے۔ جن کے اندر ۷۴۲۵ چراغ جلتے تھے۔ ان چراغوں کو روشن رکھنے کے لئے جو تیل خرچ ہوتا تھا اس کا اندازہ ۲۴۱ من سالانہ کیا گیا ہے۔ رمضان شریف کے دنوں میں جو تیل جلایا جاتا تھا وہ اس کے علاوہ تھا۔

ساڑھے چار سو برس تک اپنی بہار دکھانے اور اللہ کو پوجنے والے مسلمانوں کی سجدہ گاہ بنی رہنے کے بعد ۶۳۴ھ میں یہ شاندار مسجد عیسائیوں کے قبضے میں چلی گئی اور انہوں نے اس کی حیثیت خراب کر دی۔

آج کل اس مسجد کو پرانے زمانے کی ایک یادگار کے طور پر محفوظ کر دیا گیا ہے۔ اب ویسی شان تو باقی نہیں۔ لیکن پھر بھی جو حصے باقی رہ گئے ہیں انہیں دیکھ کر اس کی خوبصورتی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

الحمراء

اندلس کی اسلامی عمارتوں میں الحمراء کا ذکر بھی خاص طور پر آتا ہے۔ یہ یادگار عمارت اندلس کے ایک پرانے شہر غرناطہ کے پاس ہے۔

تاریخ لکھنے والوں نے بتایا ہے کہ پرانے زمانے میں اس جگہ ایک بہت بڑا قلعہ تھا جو ایک پہاڑی کی چوٹی پر بنایا گیا تھا۔ یہ بات آپ جانتے ہی ہیں۔ کہ قلعے ایسی جگہ بنائے جاتے تھے جہاں زیادہ سے زیادہ حفاظت ہو سکے۔ اگر کوئی دشمن حملہ بھی کرے تو آسانی کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا جا سکے۔ پہاڑ کی چوٹی پر ہونے کے علاوہ اس قلعے کی حفاظت کا ایک سامان یہ تھا کہ حدّرا نام کے دریا نے اسے اپنی گود میں لے رکھا تھا یعنی یہ دریا کچھ اس طرح بہتا تھا کہ یہ قلعہ بیچ میں آ گیا تھا۔

Marfat.com

اِس قلعے کا نام الحمرا رکیوں رکھا گیا! اس کی وجہ ایک تو یہ بتائی جاتی ہے کہ اس کی عمارتوں میں جو مسالہ لگایا گیا تھا۔ اس کا رنگ لال تھا۔ عربی زبان میں لال رنگ کو احمر کہتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ مسلمان بادشاہوں کے جس خاندان نے اِس قلعے کے اندر شاندار محل بنوائے اور جنت کو شرما دینے والے باغوں سے اسے سجایا اسے بنی احمر کہا جاتا ہے۔ اس شاہی خاندان کے ایک بادشاہ محمد بن الاحمر نے اس کے اندر خاص محل بنوائے تھے۔

بہت زیادہ زمانہ گذر جانے اور ملک میں بڑے بڑے انقلاب آنے کی وجہ سے الحمرا کی خوبصورتی باقی نہیں رہ سکی۔ کچھ کھنڈرات باقی رہ گئے ہیں اور عقل والے لوگ انہی سے اس جگہ کی شان کا اندازہ لگاتے ہیں ؛

Marfat.com

مدینۃُ الزّہرہ

اندلس کے مسلمانوں کی یادگار چیزوں میں مدینۃ الزہرہ کا نام بھی آتا ہے۔ عربی زبان میں مدینہ رہنے کی جگہ یا بستی کو کہتے ہیں، اس لحاظ سے اس کا مطلب زہرہ کی بستی ہوا۔

یہ ایک شہر تھا جو قرطبہ نام کے بڑے شہر کے پاس آباد کیا گیا تھا اور اس کے اندر صرف شاہی خاندان کے لوگ اور سرکاری محکموں میں کام کرنے والے رہتے تھے۔

اندلس کے مشہور خلیفہ الناصر نے یہ بستی ۳۲۵ھ میں آباد کرائی تھی۔ اس کے اندر جو یادگار محل تھا اس کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ بادشاہ کی ایک کنیز نے جس کا نام زہرہ تھا مرتے وقت یہ وصیت کی تھی کہ میرے پاس جو مال و دولت ہے وہ مسلمان قیدیوں کو آزاد کرانے کے اچھے کام میں خرچ کی جائے۔ لیکن جب عیسائی حکومتوں

سے معلوم کیا گیا تو پتہ چلا کہ ان کے قید خانوں میں ایک بھی مسلمان قیدی نہیں ہے۔

جب اس طرف سے پورا پورا اطمینان ہو گیا تو ایک اور کنیز کے مشورے سے بادشاہ نے اس روپے سے ایک یادگار محل بنوایا اور اس کا نام زہرہ کے نام پر مدینۃ الزہرہ رکھا۔

شاہی خاندان کے رہنے کے لیئے اس شہر میں جو محلاوٹ کھڑی کی گئی تھی وہ چالیس سال کے اندر مکمل ہوئی تھی۔ اس زمانے میں یہ بستی سات[1] فرلانگ لمبی اور کچھ کم پانچ فرلانگ چوڑی تھی اور اس کے محل اور باغ دیکھنے کے قابل تھے۔

عالموں نے لکھا ہے خلیفہ الناصر کے وقت میں جتنی بار بھی مسلمانوں کی فوج اس بستی سے نکلی کامیاب ہو کر لوٹی اور اس کے محلوں میں جو ترکیب بھی سوچی گئی ضرور پوری ہوئی ؛

---

[1] اندلس کا تاریخی جغرافیہ

مسجد ایا صوفیہ

جامع ایا صوفیہ ترکی کے مشہور شہر استنبول کی ایک بہت ہی شاندار اور مشہور مسجد ہے کہتے ہیں پہلے اِس جگہ عیسائیوں کا ایک بہت بڑا گرجا گر تھا۔

ترکی کی مسجدیں عام طور پر بہت زیادہ خوشنما اور صاف ستھری ہیں۔ اِن میں جامع ایا صوفیہ کو اونچا درجہ حاصل ہے۔ اِس مسجد کی شان و شوکت کا اندازہ اِس بات سے ہو سکتا ہے کہ اس کے گنبد کا قطر ۱۱۵ فٹ ہے۔ چھت کی اونچائی ۱۸۰ فٹ ہے۔ جن ستونوں پر چھت قائم کی گئی ہے ان کی گنتی ۱۷۰ ہے اور وہ سب سنگِ سماق اور سنگِ رخام سے تراشے گئے ہیں۔ یہ دونوں پتھر بہت قیمتی ہوتے ہیں۔ اس مسجد کا بڑا دروازہ تلنبے کا ہے ۔

Marfat.com

طُور پہاڑ

مشہور پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے حالات میں طور پہاڑ کا ذکر بھی آتا ہے۔ ان عزت والے رسول نے اسی پہاڑ کے قریب سب سے پہلے اللہ پاک کے نور کی جھلک دیکھی تھی اور اس کے اوپر جا کر آپ اللہ پاک سے باتیں کرتے تھے۔

جس جگہ یہ پہاڑ ہے اسے قرآنِ حکیم میں مقدس وادی (وادیٔ طویٰ) کہا گیا ہے اور اس کی شان کا صرف اس ایک بات سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ یہاں تشریف لائے تھے تو آپ کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اپنے جوتے اتار کر آئیں۔ قرآن مجید میں ایک جگہ اس پہاڑ کی قسم بھی کھائی ہے۔

طور پہاڑ کو کوہِ سینا بھی کہتے ہیں۔ یہ پہاڑ ملک شام کے اندر ہے۔ پرانے زمانے میں یہ علاقہ عرب ہی کا ایک حصہ تھا۔ اور اسے جزیرہ نمائے ملیا کہتے تھے۔

Marfat.com

آسمانی کتاب توراۃ میں اس پہاڑ کا نام ادومیہ بتایا گیا ہے بہت پرانے زمانے میں اس علاقے کے اندر مدیانہ، عمالقہ اور قنیطیہ نام کی قومیں آباد رہی تھیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل کو مصر کے بادشاہ فرعون کی غلامی سے آزاد کرانے کے بعد اپنے ساتھ ملک شام لائے تو انہوں نے قوم عمالقہ کو ہرا کر یہاں اپنی حکومت قائم کی۔

Marfat.com

بنی اسرائیل

عزّت والے رسول حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے دو بیٹے تھے ایک حضرت اسمٰعیل علیہ السلام دوسرے حضرت اسحٰقؑ علیہ السّلام۔

حضرت اسحٰقؑ علیہ السلام کے گھر حضرت یعقوب علیہ السلام پیدا ہوئے۔ یہ بھی اللہ کے رسول اور اپنی قوم کے عزت والے سردار تھے۔ حضرت یعقوبؑ کا ایک نام اسرائیل بھی تھا۔ اسرا کے معنی غلام اور ایل اللہ کو کہتے ہیں۔ اس طرح عبرانی زبان میں اس نام کا مطلب اللہ کا غلام یا عبداللہ ہوتے ہیں۔

حضرت یعقوبؑ نے اپنی دو ماموں زاد بہنوں لیّہ اور راحیل سے شادی کی تھی۔ اور ان دونوں بیویوں سے ان کے گھر بارہ بچے پیدا ہوئے تھے۔ ان سب کی اولاد کو بنی اسرائیل یعنی اسرائیل کی اولاد کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت یعقوب کے بارے میں ایک یہ بات بھی بیان کی جاتی ہے کہ آپ نے زلفا اور بلہا نام کی دو اور عورتوں سے بھی شادی کی تھی اور اُن سے بھی اولادیں ہوئی تھیں۔

قصص القرآن میں مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے آپ کی اولاد اور ان کی ماؤں کا حال یوں لکھا ہے:

لیہ سے (۱) راوبین (۲) شمعون (۳) لاوی (۴) یہودا (۵) ویاکر (۶) زدلوبون اور راحیل سے (۱) حضرت یوسف علیہ السلام (۲) حضرت بنیامین۔

زلفا سے (۱) جاد (۲) رشید۔

بلہا سے (۱) دان۔ (۲) لفتان۔

حضرت یعقوبؑ نے ۱۴۷ سال عمر پائی۔

Marfat.com

تیہ کا میدان

بنی اسرائیل یعنی اس قوم کے ذکر میں جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی غلامی سے نجات دلائی تھی یہ بات آتی ہے کہ ملک مصر سے نکلنے کے بعد اس قوم کے لوگ چالیس سال تک تیہ کے میدان میں بھٹکتے پھرے۔

اللہ پاک نے ان لوگوں کو یہ سزا اس وجہ سے دی۔ کہ وہ اپنی ان بری عادتوں کو چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوتے تھے جو غلامی کے دنوں میں ان کے اندر پیدا ہو گئی تھیں۔ ان کا حال یہ تھا کہ ان کے سچے ہمدرد اور بھلا چاہنے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں جو حکم بھی دیتے تھے۔ اس پر عمل نہ کرتے تھے۔ بلکہ الٹی سیدھی باتیں بنانے لگتے تھے۔ ایک بار حضرت موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ عمالقہ قوم کے ظالم اور کافر لوگوں سے لڑ کر ان کے شہر پہ قبضہ کر لو تو کہنے لگے ہم تو اس جگہ بیٹھے ہیں۔ تو اور تیرا خدا جا کر لڑ!

Marfat.com

اسی طرح ایک بار انہیں یہ حکم دیا گیا۔ کہ جس شہر کے اندر تم داخل ہو رہے ہو اللہ پاک سے اپنی غلطیوں کی معافی مانگتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا۔ ان برے خیال کے لوگوں نے کیا کیا آپس میں چہلیں کرتے ہوئے اور ہمیں گیہوں دے، ہمیں گیہوں دے کہتے ہوئے داخل ہوئے۔

ان سب باتوں کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اللہ پاک ان سے ناراض ہو گیا اور اپنی رحمت کا سایہ اٹھا لیا۔ نہ کھانے کو ملا نہ پینے کو چالیس برس تک پریشان حال پھرتے رہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بنی اسرائیل کے جو لوگ آئے تھے ان کی تعداد چھ لاکھ تھی اور وہ الگ الگ بارہ قبیلوں میں بٹے ہوئے تھے۔ قلزم نام کے سمندر کی ایک شاخ کو پار کرکے یہ لوگ ملک عرب کے اس حصے میں آ گئے تھے جسے آجکل ملک شام اور ملک فلسطین کہتے ہیں۔

شور سین۔ وادی سینا یا تیہ کا میدان اسی علاقے کے ایک حصے کا نام تھا۔ وادی سینا کو تیہ اس وجہ سے کہا گیا۔ کہ بنی اسرائیل یہاں بھٹکتے پھرے تھے۔ عربی زبان میں راہ سے بھٹکے ہوئے کو تاہ فلاں کہتے ہیں[1] تیہ کا لفظ اسی سے بنا۔

---

[1] ترجمان القرآن۔ از مولانا ابوالکلام آزاد

Marfat.com

جبل الطارق

اسپین - اندلس یا ہسپانیہ براعظم یورپ کا ایک مشہور ملک ہے ۹۱ھ میں مسلمان سپہ سالار حضرت طارق بن زیاد نے صرف چند ہزار سپاہی ساتھ لے کر اس ملک کو فتح کیا تھا۔ اس وقت ہسپانیہ پر لرزیق یا راڈرک نامی بادشاہ حکومت کرتا تھا۔

حضرت طارق نے سب سے پہلے اپنی فوج کو جس جگہ اتارا تھا وہ ان کے نام پر جبل الطارق یعنی طارق کا پہاڑ مشہور ہو گئی اور یہ نام اب تک چلا آرہا ہے۔ انگریزی زبان میں اسے جبرالٹر کہتے ہیں۔

یہ ملک اسپین کے جنوب مشرقی صوبے قادس میں ایک جزیرہ نما ہے۔ اور سوائے اس بات کے کہ حضرت طارقؒ بن زیاد نے اسپین پر چڑھائی کی ترتیب سے پہلے اس جگہ قدم رکھا تھا۔ اس جگہ میں اور کوئی خوبی نہیں ہے۔ بالکل چھوٹی سی جگہ ہے جو شمال اور جنوب کی طرف سے تین میل اور مشرق، مغرب کی طرف سے ایک میل چوڑی ہے جس پہاڑی

Marfat.com

کو جبل الطارق کہتے ہیں۔ اس کی سب سے اونچی چوٹی کی اونچائی صرف ۱۳۹۶ فٹ ہے۔

جیسا کہ ابھی آپ نے پڑھا اس جگہ کا یہ نام حضرت طارقؒ بن زیاد کے حملے کے وقت رکھا گیا تھا۔ اِس سے پہلے عرب کے رہنے والے اس بندرگاہ کو مرس الشجرہ کہتے تھے۔

پہاڑی کے مغربی جانب ایک خلیج ہے۔ اِس خلیج کے کنارے پر ایک مینارہ تھا جسے ہرکولیس کا مینار کہتے تھے۔ ہرکولیس فنیقی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی شہر کا مالک ہیں۔ جس جگہ یہ مینارہ تھا پرانے زمانے میں اسے کوہ کالپی کہتے تھے۔

سمندر کی جو پٹی براعظم افریقہ اور براعظم یورپ کے درمیان پھیلی ہوئی ہے۔ پرانے زمانے کے عرب اسے بحرزقاق کہتے تھے۔ یہ آبی پٹی کل ۲۵ میل چوڑی ہے۔

لہ اندلس کا جغرافیہ۔ مترجمہ مولوی عنایت اللہ صاحب۔

Marfat.com

وادیٔ لکہ

جس جگہ حضرت طارقؒ بن زیاد نے راڈرک کو شکست دی تھی اسے تاریخ میں وادیٔ لکہ کہا گیا ہے۔ آج کل اس جگہ کو گواڈلیٹ کہتے ہیں۔

اِس وادی میں ایک بہت بڑی جھیل ہے جسے اس زمانے کے عرب البحیرہ کہتے تھے اور اب لاگونہ دی لا جنڈا کہا جاتا ہے۔ حضرت طارقؒ نے خاص اِسی جھیل کے کنارے فتح پائی تھی اور ایک روایت کے مطابق راڈرک اس کے اندر ڈوب کر مرا تھا۔

Marfat.com

قربانی

بڑی عید کے موقع پر آپ نے یہ دیکھا ہوگا۔ کہ امیر مسلمان اللہ کے نام پر جانور قربان کرتے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ بہت پرانے زمانے سے اس کا رواج چلا آرہا ہے اور ہر ایسی قوم کے لوگ کسی نہ کسی رنگ میں قربانی دیتے چلے آرہے ہیں جو خدا کو مانتی ہیں۔

قربانی کا تصور اصل میں یہ ہے۔ کہ اگر ضرورت آپڑے تو ہم اللہ کے راستے میں اپنی قیمتی سے قیمتی چیز قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہاں تک کہ اپنی جان بھی قربان کر دیں گے۔

بہت پرانے زمانے میں قربانی دینے کے کئی طریقے جاری تھے۔ ان طریقوں کا حال فرانس کے ایک عالم ڈاکٹر لیبان نے خوب سمجھا کر لکھا ہے۔ ہم اپنے لفظوں میں مختصر کر کے یہ حال

Marfat.com

لکھتے ہیں ،

سوختنی قربانی

اِس قربانی کو علاہ کہتے تھے۔ کوئی بے عیب جانور لے کر قربانی دینے والا اس کے سر پہ ہاتھ رکھتا تھا۔ اور پھر ذبح کر کے اس کی کھال اتار دیتا تھا اور گوشت کے ٹکڑے کر ڈالتا تھا۔ کاہن یعنی سب سے بڑا مذہبی رہنما اس جانور کا خون اکٹھا کر کے مذبح کے چاروں طرف چھڑک دیتا تھا اور گوشت کو آگ میں جلا دیا جاتا تھا۔

حطّہ:

جب کسی شخص سے کوئی بہت بڑا گناہ ہو جاتا تھا تو وہ یہ قربانی دیتا تھا۔ وہ قربان یا کوئی بے عیب جانور لے کر اسے ذبح کیا جاتا تھا اور انگلی سے اس کا خون عبادت گاہ کے پردے پہ چھڑکا جاتا تھا۔ باقی خون مذبح کی جڑ میں بھر دیا جاتا تھا۔ مذبح اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں جانور کو ذبح کیا جائے۔

اِس قربانی میں جانور کا سارا گوشت نہیں جلاتے تھے۔ بلکہ صرف کلیجی۔ گردے اور چربی جلائی جاتی تھی۔

شلمیم:

یہ سلامتی اور برکت کی قربانی تھی۔ اس میں جانوروں کے علاوہ

Marfat.com

کھیتوں کی پیداوار بھی شامل کی جاتی تھی۔ جانور کو ذبح کر کے اس کا خون مذبح پر چھڑکا جاتا تھا اور گوشت کھا لیا جاتا تھا صرف چربی جلائی جاتی تھی۔

جو غلّہ اس جانور کے ساتھ رکھا جاتا تھا اس کی روغنی روٹیاں پکا کر کاہن کو دی جاتی تھیں۔

ان طریقوں کے علاوہ قربانی کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ جس جانور کو قربان کرنا ہوتا تھا۔ کاہن اس کے سر پر ہاتھ رکھتا تھا اور پھر اُسے جنگل میں آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا۔ ایسی قربانی بستی یا قبیلے کے تمام لوگوں کی طرف سے سمجھی جاتی تھی۔ سب یقین کر لیتے تھے کہ ہمارے گناہ معاف ہو گئے ہیں۔

Marfat.com

اسلامی سکّے اور پیمانے

کوئی اسلامی کتاب پڑھیں تو بعض اوقات پرانے زمانے کے سکوں، وزن کے پیمانوں اور فاصلہ معلوم کرنے کے نشانوں کے نام آتے ہیں۔ اگر ان کے بارے میں ٹھیک ٹھیک حال معلوم نہ ہو، تو پورا مضمون سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ ننھے بچّوں کے فائدے کے خیال سے ہم ان کا کچھ حال لکھتے ہیں:

خروار:

یہ غلے اور کھجوروں وغیرہ کے وزن کا اندازہ کرنے کے لئے ایک پیمانہ ہے۔ آج کل کے حساب سے ایک خروار ہمارے آٹھ من کے برابر ہوتا ہے۔

وسق:

یہ بھی ایک پیمانہ ہے اور ہمارے تین من سوا نو سیر کے برابر ہوتا ہے۔

Marfat.com

صاع:

یہ پیمانہ دو سیر، دو چھٹانک دو تولہ اور چار ماشے کے برابر ہوتا ہے۔ میٹھی عید کے موقع پر صدقۂ فطر اسی پیمانے کے حساب سے دیا جاتا ہے۔

رطل:

یہ عربی پیمانہ ہمارے آدھ سیر کے برابر ہوتا ہے۔

حلاب:

پانی کے وزن کا اندازہ کرنے کے لئے ایک خاص برتن ہوتا ہے جس کے اندر آٹھ رطل پانی آتا ہے۔ یہ بالکل ایسا ہی پیمانہ ہوتا ہے جیسے ہمارے ہاں دودھ کا اندازہ کرنے کے لئے گڑوی ہوتی ہے جس کے اندر سوا سیر دودھ آتا ہے۔

مثقال:

سونا اور دوسری قیمتی چیزیں تولنے کا ایک باٹ جو ایک سو جو کے وزن کے برابر ہوتا ہے۔

Marfat.com

سکّے

دینار

سونے کا سکّہ ہے۔ جس طرح ہمارے ہاں اشرفی ہوتی تھی۔ اصل میں یہ لاطینی زبان کا لفظ تھا جس کا مطلب دس تھا اور جو لفظ ڈینی سے بنا تھا۔

یہ سکّہ سب سے پہلے روم کے بادشاہ، قیصر روم نے ۲۱۹ ق م میں جاری کیا تھا۔ یہ پہلے چاندی کا تھا۔ ۲۰۰ ق م میں سونے کا بنایا گیا۔ اس کا وزن ایک مثقال مقرر ہوا۔

عرب عالموں کا خیال یہ ہے۔ کہ یہ نام لفظ دنّار سے بنا ہے۔ ۸ ھ میں اس سکے کی قیمت ہمارے چھ روپیوں کے برابر تھی۔

درہم:

درہم چاندی کا سکّہ ہے۔ اس کے بارے میں بھی یہی کہا جاتا

Marfat.com

ہے۔ کہ یہ یونانی زبان کا نام ہے۔ بہرحال اب تو اسے خالص عربی سکہ سمجھنا چاہئے۔ پہلے یہ چھوہارے کی گٹھلی جیسا ہوتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس کی شکل مدور ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اس پر حروف لکھوائے۔ ایک طرف کلمۂ طیبہ نقش کیا جاتا تھا۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک درہم آدھے مثقال کے برابر ہوتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس کا وزن ۷/۱۰ مثقال مقرر کیا ہے ؛

فاصلے

منزل ۔ منزل کا لفظ عام طور پر اردو زبان میں بھی استعمال کیا جاتا ہے لیکن اس کا صحیح اندازہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا۔ پرانے زمانے میں ایک منزل کا اندازہ بارہ میل تھا۔

مرحلہ ۔ مرحلہ بھی منزل کی طرح عام استعمال ہونے والا لفظ ہے اور اس کے بارے میں بھی بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ پرانے زمانے کے عرب میں ایک مرحلہ چھ یا سات میل کا گنا جاتا تھا اور اس کا اندازہ یہ تھا۔ کہ ایک خچر ایک دن میں جتنا فاصلہ طے کرے وہ ایک مرحلہ ہے۔

فرسخ : فرسخ پرانے زمانے کے عراق کا ایک پیمانہ ہے۔ اس زمانے میں عراق کو بابلیہ کہتے تھے۔ اس کو فارسی زبان میں فرسنگ کہا گیا۔ ایک عام نقارے کی آواز جتنی دور تک جا سکتی تھی اس فاصلے کو ایک فرسخ کہا جاتا تھا اور یہ عام طور پر تین میل ہوتا تھا۔

Marfat.com

قومِ عاد

جو لوگ اللہ کی سچی کتاب قرآن حکیم پڑھتے ہیں۔ انہیں معلوم ہے اِس مقدس کتاب میں بہت سی قوموں کے نام آتے ہیں۔ اِن ہی قوموں میں ایک قوم عاد نام کی بھی ہے۔

اس قوم کے بارے میں اللہ پاک نے یہ بات بتائی ہے کہ جب سچائی کا پیغام لے آنے والے رسول حضرت ہود علیہ السلام ان لوگوں کو سمجھا سمجھا کر ہار گئے اور انہوں نے اپنے برے کام نہ چھوڑے تو اسے تباہ کر دیا گیا۔ جن بستیوں میں یہ لوگ آباد تھے ان میں زور کا زلزلہ آیا اور وہ سب کی سب برباد ہو گئیں۔

یہ قوم حضرت عیسٰی علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے ملک مصر اور ملک عراق پر حکومت کرتی تھی۔ اس زمانے میں جو زبانیں بولی جاتی تھیں ان میں اس قوم کو چوپان[1] اور ہیک سوس کہتے تھے جس کے معنے

---

[1] فرانس کا مورخ مرسیلو سیدیلو۔

چہروا ہے بادشاہ کے ہوتے ہیں۔

عبرانی زبان میں یعنی اس زبان میں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بولی جاتی تھی۔ عاد کے معنے بلند اور مشہور کے ہیں۔ عربی زبان میں عاد کے معنے سنگِ میل کے ہیں۔ سنگِ میل اس پتھر کو کہتے ہیں جو میلوں کا فاصلہ بتلانے کے لیئے سڑک کے کنارے گاڑے جاتے ہیں۔

اس قوم کو اس نام سے کیوں پکارا گیا! اس کے بارے میں یہ بات بتائی جاتی ہے۔ کہ پرانے زمانے میں عاد نام کا ایک سردار تھا۔ جب اس کی اولاد بڑھی اور اس نے مصر اور عراق کے علاقوں میں اپنی حکومت قائم کی تو اسے بھی اسی نام سے پکارا گیا۔

عاد، مشہور پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کے خاندان سے تھا۔ اس کے نسب کا سلسلہ یہ ہے:

عاد بن عوص، بن ارم، بن سام۔ بن حضرت نوح علیہ السلام۔

لے ارض القرآن۔

Marfat.com

قومِ ثمود

حضرت ہود علیہ السلام کے حال میں آپ یہ بات پڑھ چکے ہیں کہ قوم عاد کے ہلاک ہونے کے بعد آپ اس علاقے میں آباد ہو گئے تھے جسے آج کل حضرموت کہا جاتا ہے اور یہاں آپ کی اولاد نے خوب ترقی کی تھی۔

یہی لوگ تھے جنہیں آگے چل کر قوم ثمود کہا گیا۔ یہ لوگ کافی دنوں تک بالکل ٹھیک رہے۔ نہ انہوں نے بتوں کی پوجا کی نہ کسی کی اور برائی میں پھنسے لیکن اس کے بعد قریب قریب وہ ساری برائیاں اختیار کر لیں جو ان سے پہلی قوم عاد کے لوگ کرتے تھے۔

جب ان لوگوں کی یہ حالت ہو گئی تو اللہ پاک نے ان کی ہدایت کے لیے حضرت صالح علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ اللہ رب العزت نے اپنی خاص مہربانی سے ان لوگوں کو جو عزت اور طاقت دی تھی اس کا شکر ادا کرنے کی جگہ وہ یہ خیال کرنے لگے تھے کہ دنیا میں ہم ایسا

Marfat.com

کوئی نہیں اور ہم جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ ایک سچے خدا کو چھوڑ کر انہوں نے بتوں کی پوجا کرنی شروع کر دی اور دوسری برائیوں میں پھنس گئے۔

قوم ثمود کے لوگ بہت امیر اور طاقت والے تھے۔ ان میں کاریگری بھی بہت تھی۔ پہاڑوں کو تراش کر ایسے خوبصورت اور آرام دینے والے گھر بناتے تھے۔ کہ جو دیکھتا تھا حیران ہوتا تھا۔ شاید اپنی اس عقلمندی کی وجہ سے ان کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا۔ کہ ہم ہمیشہ اسی طرح حکومت کرتے رہیں گے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں کافی دن تک سمجھایا۔ ان کے کہنے کے مطابق اللہ پاک نے یہ معجزہ بھی دکھایا۔ کہ ایک پتھر میں سے اونٹنی پیدا ہوئی۔ لیکن یہ لوگ سیدھے راستے پر نہ آئے۔ بلکہ الٹا یہ گناہ کیا کہ اس اونٹنی کو مار ڈالا۔ جو معجزے کے طور پر ظاہر ہوئی تھی۔ اور جس کے بارے میں انہیں مختلف تاکید کی گئی تھی۔ کہ اسے ذرا سی تکلیف بھی نہ پہنچائیں۔

اس بات کا یہ نتیجہ ہوا کہ ان پر چنگھاڑ یعنی بہت ہی اونچی آواز کا عذاب نازل کیا گیا اور وہ سارے کے سارے ہلاک ہو گئے۔

عرب کے لوگ ان قوموں کو امم بائدہ یعنی ہلاک ہو جانے والی قومیں کہتے تھے۔ ان کے بارے میں یہ بات بتائی جاتی ہے کہ یہ

Marfat.com

حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کے سات سو سال بعد آباد ہوئی تھیں۔

قوم عاد حجاز اور شام کے درمیانی علاقے میں آباد تھی۔ آج کل اس جگہ کو فج المناقتہ کہتے ہیں اور یہاں ان کی آبادیوں کے کھنڈر اس زمانے تک نظر آتے تھے۔ جب ہمارے حضورؐ دنیا میں تشریف لائے تھے۔ ہو سکتا ہے ان کی کوئی نشانی آج کل بھی موجود ہو۔

Marfat.com

بنی ادوم

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات میں یہ بات آچکی ہے کہ جس وقت آپ نے اپنی قوم کو مصر کے ظالم بادشاہ فرعون کی غلامی سے آزاد کرالیا اور اپنے ساتھ لے کر ملک شام گئے تو وہاں ایک ایسی قوم کی حکومت تھی۔ جو نیکی کا راستہ چھوڑ چکی تھی۔ اور ان کی بری عادتوں کی وجہ سے اللہ پاک کی منشا یہ تھی کہ اس کی جگہ اس علاقے میں بنی اسرائیل کی حکومت قائم کی جائے۔

اس قوم کا نام بنی ادوم یا عمالقہ کی قوم تھا۔ قد کاٹھ کے لحاظ سے یہ لوگ خوب مضبوط اور اونچے لمبے تھے۔ اور اپنے آپ کو بہت زیادہ طاقت والا خیال کرتے تھے۔ لیکن جب اللہ پاک نے انہیں مٹانا چاہا تو کہیں نام و نشان بھی نہ رہا۔ تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے ان کی حکومت صرف دو سو برس قائم رہی۔

آج کل کے نقشوں میں جو علاقہ عمانؔ اور حضرموت کے درمیان

ؔ قصص القرآن

Marfat.com

مغرب کی طرف دکھایا جاتا ہے اور جس کے اندر سامبر نام کے پہاڑ کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ یہ قوم اس علاقے میں آباد تھی۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے میں جو یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ ان کے پڑوس میں رہنے والی ایک قوم کے طاقت ور لوگ آپ کے جانوروں کو ہانک کر لے گئے اور ان کی حفاظت کرنے والے ملازموں کو قتل کر گئے۔ وہ غالباً یہی لوگ تھے۔

یہ بات چاہے صحیح ہو یا نہ ہو لیکن اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ اس قوم کے لوگ طاقت کے نشے میں بہک گئے تھے اور انہوں نے برائی کا راستہ اختیار کر لیا تھا۔ اسی وجہ سے اللہ پاک نے ان کا نام ونشان مٹا دیا۔

بنی ادوم کی سلطنت کے بارے میں یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے سے ۱۷۰۰ برس پہلے قائم ہوئی تھی اور بنی اسرائیل نے اس کا خاتمہ کیا۔

Marfat.com

بربر قوم

یورپ کے مشہور ملک اندلس یا اسپین کو فتح کرنے والے مسلمان سپہ سالار حضرت طارق بن زیاد کے حالات میں یہ بات بیان کی جاتی ہے۔ کہ وہ افریقہ میں بسنے والی بربر نام کی قوم سے تعلق رکھتے تھے۔

جس علاقے کا نام آج کل طرابلس اور مراکش وغیرہ ہے پرانے زمانے کے عرب اس علاقے کو افریقیہ کہتے تھے۔ بربر قوم اس علاقے میں آباد ہے۔ یہ قوم یہاں کب سے آباد ہے اور کہاں سے آکر اس جگہ آباد ہوئی۔ اس کے بارے میں یقین کے ساتھ کچھ کہنا مشکل ہے۔ تاریخ لکھنے والے عالموں نے صرف اندازہ لگایا ہے۔ کہ بہت پرانے زمانے میں کچھ لوگ فرات اور دجلہ کی وادی یعنی عراق سے آکر یہاں آباد ہو گئے۔ اور کچھ یورپ سے ہجرت کر کے آ گئے اور ان کے

Marfat.com

میل جول سے یہ بہادر قوم پیدا ہوئی جسے بربر کہا جاتا ہے۔

مسلمان ہونے سے پہلے یہ لوگ اور قوموں کی طرح بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے کہیں کہیں آگ اور چاند ستاروں کو پوجنے کا رواج بھی تھا۔ لیکن جب یہ لوگ مسلمان ہو گئے تو انہوں نے جہالت کی یہ ساری باتیں چھوڑ دیں۔ اور اسلام کی ترقی کے لئے بڑے بڑے کام کئے۔

مشہور فرانسیسی عالم ڈاکٹر لیبان نے اس قوم کے لوگوں کا حلیہ یہ لکھا ہے:

"اس قوم کے عام لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں بڑے بڑے اور بھدّے ہوتے ہیں۔ چہرہ چپٹا۔ دہانے کے پاس پھیلا ہوا ٹھوڑی دبی ہوئی۔ ناک چھوٹی اور آگے سے کسی قدر اٹھی ہوئی ہوتی ہے۔ ان میں ابھی تک کچھ لوگ ایسے بھی پائے جاتے ہیں جن کے بال بھورے اور آنکھیں نیلے رنگ کی ہیں۔

شہروں میں بسنے والے لوگ عربی زبان بولتے ہیں۔ بربری زبان میں بھی عربی زبان کے الفاظ پائے جاتے ہیں۔

اس قوم کے لوگ حد سے زیادہ محنتی، بہادر اور سمجھدار ہوتے

لہ تمدن عرب۔ مترجم سید علی بلگرامی۔

ہیں ۔ اپنی ضرورت کی تقریباً ساری چیزیں خود بناتے ہیں اور ان سے بہت صفائی اور سلیقہ ظاہر ہوتا ہے۔"

بربری زبان میں خاندان کو فروبہ کہتے ہیں ۔ کئی خاندانوں کو ملا کر ایک قبیلہ بنتا ہے جس کے سب سے بڑے حاکم کو امین کہا جاتا ہے ۔ یہ عہدہ خاندانی نہیں ہوتا بلکہ ایک امین کے مرنے کے بعد اس شخص کو امین چنا جاتا ہے جو سب سے زیادہ بہادر اور عقل والا ہوتا ہے ۔

بربر قوم بہت سے قبیلوں میں بٹی ہوئی ہے ۔ ان میں طوارق اور شلوحہ خاص طور پر طاقت ور ہیں ۔

بربر قوم کے علاقے میں تقریباً ہر بستی ایک آزاد سلطنت ہوتی ہے ۔ باہر کا کوئی آدمی ان کے معاملات میں دخل نہیں دیتا ۔

ڈاکٹر نیبان نے لکھا ہے ۔ اس قوم میں صرف ایک ہی شادی کا رواج ہے ۔ بربر عورتیں بہت زیادہ محنتی ہوتی ہیں ۔ کام کاج میں مردوں سے کم نہیں ہوتیں ۔

Marfat.com

سبا

تحقیق کرنے والے عالموں نے سبا کے بارے میں دو باتیں بتائی ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ نام اس علاقے کا تھا جس پر حضرت بلقیس حکومت کرتی تھیں۔ اور یہ علاقہ وہی تھا جسے آج کل یمن کہا جاتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے۔ کہ یہ نام اُس قوم کا تھا جس کی سردار حضرت بلقیس تھیں۔ یا ان عزت والے اور قابل عالموں نے لکھا ہے۔ پرانے زمانے میں عرب کے رہنے والے لوگ دو بڑے قبیلوں میں بٹے ہوئے تھے۔ ایک قبیلے کا نام بنی عدنان تھا اور دوسرے کا بنی قحطان۔ بنی قحطان کی ایک شاخ کا نام سبا تھا۔ یہ لوگ ایک بڑے سردار عبدالشمس کی نسل سے تھے۔ سبا عبدالشمس کا لقب تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے سے گیارہ سو برس

Marfat.com

پہلے عبدالشمس نے اِس سلطنت کی بنیاد رکھی تھی۔ اِس سلطنت کے پایۂ تخت کا نام مارب تھا۔

یہ سلطنت حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت کے مقابلے میں بالکل چھوٹی تھی۔ لیکن اپنی جگہ کافی بڑی تھی۔ اس کی سرحدیں ایک طرف عرب کے علاقے حضرموت تک اور دوسری طرف افریقہ کے علاقے ادینیہ[1] تک پھیلی ہوئی تھیں۔

یہ ملک خوب ہرا بھرا اور رونق والا تھا۔ ایک بہت بڑا بند باندھ کر پہاڑی چشموں کا پانی جمع کیا جاتا تھا۔ اور پھر یہ پانی کھیتوں اور باغوں تک پہنچایا جاتا تھا۔ اِس بند کا نام مارب کا بند تھا۔ تاریخ کی کتابوں میں اس کا حال لکھا ہے۔ تاریخ لکھنے والوں نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ جب اِس ملک کے رہنے والوں نے برائی کا راستہ اختیار کر لیا۔ تو اللہ پاک نے اسی بند کو جو ان کے لئے عمدہ فصلیں تیار کرتا تھا۔ تباہی کا سبب بنا دیا۔ چوہے کی قسم کے ایک جانور گھونس نے اس بند کے اندر ایک سوراخ کر دیا اور پھر ایسا سیلاب آیا کہ ان کے سارے باغ۔ تمام کھیت اور بستیاں تباہ ہو گئیں۔

---

[1] ترجمان القرآن۔ از مولانا ابوالکلام آزاد۔

Marfat.com

ملک حبش کے رہنے والوں کا خیال ہے وہ حضرت بلقیس کی نسل سے ہیں۔ وہ اِس عزت والی خاتون کا نام ماکدہ بتاتے ہیں اب یہ بات اللہ پاک کو معلوم ہے کہ ان کا خیال کہاں تک ٹھیک ہے!

ملک یمن کے موجودہ دارالحکومت صنعا سے نیرہ میل کے فاصلے پر مارب کے کھنڈر آج کل بھی نظر آتے ہیں۔ اِس جگہ ایک چھوٹا سا قصبہ بھی آباد ہے۔

مغل قوم

برِصغیر ہند و پاک پر مسلمان قوم نے تقریباً نو سو برس حکومت کی ہے۔ اس لمبے عرصے میں مختلف مسلمان قوموں کے لوگ بادشاہت کرتے رہے۔ آخری زمانے میں جس خاندان کی حکومت تھی اسے مغل قوم کہتے ہیں۔

اِس قوم کے لوگ کہاں سے آئے اور ان کو اس نام سے کیوں پکارا جاتا ہے! اس کے بارے میں ہم آپ کو کچھ باتیں بتاتے ہیں۔

اِس قوم کا پہلا وطن روس کا علاقہ سائبیریا[1] تھا۔ اُس زمانے میں ان لوگوں کو سنگ سوئی سے کہتے تھے۔ بعد میں اُسے سیتھین ہن اور ہیونگ بھی کہا گیا ہے اور آگے چل کر جب ان لوگوں کی نسل

---

[1] تیمور۔ از مسٹر ہیرلڈ لیمب۔

Marfat.com

بڑھی اور یہ اپنے اصل وطن سے نکل کر اور علاقوں میں پھیلے تو ان کی ایک شاخ مغل کہلائی۔

مغل کے معنی بہادر لوگ ہیں۔ اِس لفظ کے ایک معنی چاندی کے لوگ بھی بتائے جاتے ہیں اور اس کی وجہ غالباً یہ ہے۔ کہ یہ خوبصورت گورے رنگ کے تھے۔

چنگیز خاں ایک مشہور مغل سردار ہو گذرا ہے۔ اس کے زمانے میں مغل قوم بیس قبیلوں میں بٹی ہوئی تھی اور ہر قبیلہ اپنی جگہ بہت زیادہ طاقت ور تھا۔ چنگیز نے ان سب قبیلوں کو اکٹھا کیا اور ان کے بہادر نوجوانوں کو ساتھ لے کر نئے ملک فتح کرنے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔

اس زمانے میں مغل قوم حد سے زیادہ وحشی تھی اور اس کا سردار چنگیز خاں بھی بہت زیادہ ظالم تھا۔ یہ لوگ سورج کو خدا مان کر اس کی پوجا کرتے تھے اور ہر قسم کے ظلم کو جائز سمجھتے تھے۔

چنگیز خاں نے بہت سے اسلامی ملکوں پر حملہ کیا اور لاکھوں مسلمانوں کو قتل کر ڈالا لیکن اللہ پاک کی شان دیکھئے اسی چنگیز خاں کا پوتا مسلمان ہو گیا اور پھر اس بہادر قوم کی وجہ سے اسلام کو بہت زیادہ طاقت حاصل ہوئی۔

Marfat.com

تاتاری

تاتاری اصل میں مغل قوم ہی کے ایک خاندان کا نام ہے، یہ لوگ مغلوں کے اصل وطن سے مشرق کی طرف رہتے تھے اور شروع میں بہت کمزور اور گنتی میں کم تھے۔

ان کے ایک سردار تاتور نے ان کی ترقی کے لئے کوشش کی اور اس کی کوششوں سے یہ چھوٹا سا قبیلہ خوب طاقت والا ہو گیا۔ یہاں تک کہ ایک زمانہ ایسا آیا کہ وسط ایشیا میں زندگی گذارنے والے تمام خانہ بدوش قبیلوں کو اسی نام سے پکارا جانے لگا۔ خانہ بدوش ان لوگوں کو کہتے ہیں جو باقاعدہ گاؤں اور شہر آباد کر کے نہیں رہتے بلکہ اپنے جانوروں پر سامان لادے جگہ جگہ پھرتے رہتے ہیں۔ چین کے رہنے والے لوگ انہیں تاتار کہتے تھے۔

۱۳۰۰ھ میں جب مغل قوم نے بہت زیادہ طاقت حاصل کر لی تو یہ قبیلہ بھی اسی قوم میں شامل ہو گیا۔ اس کا اپنا الگ نام باقی نہ رہا۔

ترک قوم

تاتاریوں کی طرح ترک قوم کا تعلق بھی مغلوں ہی سے بتایا جاتا ہے۔ ان کے بارے میں ایک روایت یہ ہے کہ ایک انسانی بچے کو بھیڑیے کی مادہ نے اپنا دودھ پلاکر پرورش کیا اور یہ اُسی کی نسل ہے جو مغل، تاتاری اور ترک کہلائی۔

شروع زمانے میں کوئی سی بات بھی ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج کل کے زمانے میں ترک دنیا کی شریف ترین قوم مانے جاتے ہیں۔ اسلام کی ترقی اور حفاظت کے کاموں میں اِس قوم کے بہادر نوجوانوں نے بہت زیادہ حصہ لیا ہے اور بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں۔ دنیا میں عزت حاصل کرنے اور ترقی پانے کے سلسلے میں بھی ترکوں کا درجہ بہت اونچا ہے۔ ایک زمانہ وہ تھا جب یورپ کے

بہت بڑے حصے پر اس قوم کی حکومت تھی۔

امیر تیمور نامی کتاب کے مصنف مسٹر ہیرلڈ لیمب نے لکھا ہے۔ ۵۰۰ء میں ہیونگ نو قبیلے کی ایک شاخ نے الگ ہو کر صحرائے گوبی اور ملک چین کے درمیان کے علاقے میں رہنا شروع کیا اور آگے چل کر یہی قبیلہ ترک کہلایا۔

ترک کے معنی خود کے ہیں۔ دوسرے معنی حکمران ہیں مسلمان ہونے سے پہلے ترکوں کے جھنڈے پر بھیڑئیے کے سر کا نشان ہوتا تھا۔ جیسے وہ تُغ کہتے تھے۔ یہ نشان ان کے ایک بہادر سردار کی یاد تازہ رکھنے کے لئے بنایا گیا تھا جسے بھیڑیا سردار کہا جاتا تھا۔

پرانے زمانے میں ترک اپنے بہادر نوجوانوں کو بگا تر۔ شہزادیوں کو خاتون اور سرداروں کو خاخان کہتے تھے۔ اس زمانے میں یہ لوگ کپڑے کا لباس استعمال نہ کرتے تھے بلکہ جانوروں اور بڑی مچھلیوں کی کھالیں پہنتے تھے۔

ترکوں کا سب سے مشہور قبیلہ عثمانی کہلاتا ہے۔ اسی قبیلے کے بہادر مسلمان بادشاہ، محمد اوّل نے ۸۵۷ھ میں یورپ کا مشہور شہر قسطنطنیہ فتح کیا تھا جو اس وقت روم کے طاقت والے بادشاہ

Marfat.com

کا دارالحکومت تھا۔

۱۹۱۴ء کی بڑی لڑائی کے بعد ترکوں کی حالت بہت بدل گئی ان کا مذہب تو اسلام ہی ہے لیکن رہنے سہنے کے طریقے قریب قریب ویسے ہی ہو گئے ہیں جیسے یورپ والوں کے ہیں۔ ان کی حالت میں یہ نیا انقلاب غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی کوششوں سے آیا ہے جنہیں اتا ترک یعنی ترکوں کا باپ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ؛

Marfat.com

شدّاد

جب پرانے زمانے کے ظالم اور غرور کرنے والے لوگوں کا ذکر آتا ہے تو فرعون اور نمرود کے ساتھ شداد کا نام بھی لیا جاتا ہے اس ظالم بادشاہ نے بھی یہ دعویٰ کیا تھا۔ کہ میں ہی خدا ہوں۔ میری پوجا کیا کرو۔ کم سمجھ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے اس نے ایک نقلی جنت بھی بنائی تھی۔

شداد کے بارے میں یہ بات بتائی جاتی ہے۔ کہ یہ عاد نام کی اس قوم کا بادشاہ تھا جسے اللہ پاک نے ہلاک کر دیا تھا۔ اس قوم کے سردار کا نام بھی عاد ہی تھا۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ ایک کا نام شدید اور دوسرے کا شداد تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد شداد بادشاہ بنا۔

اگر کوئی انصاف کے ساتھ حکومت کرے اور لوگوں کے

حق پہچاننے تو بادشاہت اللہ پاک کا سب سے بڑا انعام ہے لیکن نیکی کے راستے پر چلنے کی جگہ شداد کے دل میں غرور پیدا ہو گیا۔ اس نے حکم دیا۔ میرے ملک میں جس شخص کے پاس بھی سونا ہو۔ وہ سرکاری خزانے میں جمع کرا دے۔ حد یہ ہے کہ ایک غریب عورت کے پاس سونے کا صرف ایک ہی سکہ تھا۔ اس ظالم نے وہ بھی چھین لیا۔

یہ ظلم کرنے کے علاوہ اس نے دوسرا حکم یہ دیا کہ سارے ملک میں جتنی خوبصورت لڑکیاں ہیں سب اکٹھی کر لی جائیں۔ ان لڑکیوں کو وہ اپنی نقلی جنت میں حوریں بنانا چاہتا تھا۔

جب یہ سارا سامان اکٹھا ہو گیا تو ملک عرب کے ایک اچھے سے علاقے میں جنت بنانے کا حکم دیا۔ یہ ایک بہت بڑا باغ تھا جسے ان گنت روپیہ خرچ کر کے خوب سجایا گیا تھا۔

سونے چاندی کے نقلی درخت لگا کر ان کے اوپر ہیرے جواہرات کے پھول سجائے گئے تھے۔ اور بڑے بڑے خوبصورت اور شاندار محل بنا کر ان کے اندر ان مظلوم لڑکیوں کو رکھا گیا تھا۔ جنہیں زبردستی ان کے گھروں سے اٹھایا گیا تھا۔ لیکن اللہ پاک کا انتظام نرالا ہے۔ جب یہ باغ بن کر تیار ہوا اور ظالم شداد اس کی

Marfat.com

سیر کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ تو عین اس کے دروازے میں موت کے فرشتے نے اس کی گردن دبوچ لی۔ وہ اپنی اس جنت کی ایک جھلک بھی نہ دیکھ سکا۔

سچ بات ہے برائی کے راستے پر چل کر کوئی بھی فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔ انسان کی نجات اسی میں ہے کہ وہ سچائی اور نیکی پر ایمان لائے۔

Marfat.com

شیطان

قرآن شریف میں شیطان کا ذکر بھی بہت جگہ ہے۔ یہ برائی کی ایک ایسی قوت ہے جو ہر وقت اس کوشش میں لگی رہتی ہے کہ دنیا کا ہر آدمی اچھائی کا راستہ چھوڑ کر اس جیسا برا بن جائے۔

شیطان کا دوسرا نام ابلیس بھی ہے۔ اس کے بارے میں یہ بات بتائی جاتی ہے۔ کہ پہلے یہ جن تھا اور بہت اچھے خیال کا تھا۔ اس نے اللہ پاک کی اس قدر عبادت کی۔ کہ اسے فرشتوں کا درجہ دے دیا گیا بلکہ ان سے بھی بڑھا کر ان کا استاد بنا دیا گیا۔ لیکن پھر اس نے ایک ایسی غلطی کی۔ کہ اس کی ساری عزت چھن گئی اور اسے دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ برا بنا دیا گیا۔ اس کا نام عزازیل تھا۔

یہ واقعہ یوں ہے۔ کہ جب اللہ پاک نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا اور انہیں اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ عزت دی یعنی اپنا نائب بنایا تو شیطان کو یہ بات بہت بری لگی۔ اس نے کہا میں اسے سجدہ نہیں

کروں گا کیونکہ یہ مٹی سے بنایا گیا ہے اور میں آگ سے پیدا ہوا ہوں۔
یہ حد سے زیادہ بری بات تھی۔ بھلا اس سے زیادہ برائی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ کوئی اللہ پاک کا حکم نہ مانے اور اس کے سامنے غرور کرے۔ شیطان کے اس غرور اور حکم نہ ماننے کی یہ سزا دی گئی۔ کہ اس کی ساری عزت چھین لی گئی اور آسمان سے دھکیل دیا گیا۔

یہ سزا پانے کے بعد شیطان نے یہ دعویٰ کیا۔ کہ جس انسان کی وجہ سے مجھے یہ برا دن دیکھنا نصیب ہوا ہے۔ اُسے بھی اپنے ایسا برا بنا کر چھوڑوں گا۔

اللہ پاک نے اس خبیث روح کو اس بات کی کھلی چھٹی دے دی اور صاف بتا دیا کہ جو کوئی بھی تیرا برا راستہ اختیار کرے گا اسے تیرے ساتھ ہی دوزخ میں جھونک دوں گا۔

قرآنِ حکیم میں ابلیس یا عزازیل کے علاوہ لفظ شیطان اور جگہ بھی استعمال کیا گیا ہے۔ ایک جگہ سرکش جنوں کو شیطان کا نام دیا گیا ہے۔ ایک جگہ قریش کے ایک ایسے سردار کو شیطان کہا گیا ہے۔ جو اپنی قوم کو مسلمانوں سے لڑائی کرنے پر ابھارا کرتا تھا؛

ل ترجمان القرآن۔ از مولانا ابوالکلام آزاد۔

مصر اور شہر سکندریہ

سکندریہ ملک مصر کا ایک مشہور شہر ہے، مصر ایک بڑا اسلامی ملک ہے اور اس کے حالات میں سکندریہ کا ذکر عام طور پر آتا ہے۔

اس شہر کے بارے میں یہ بات بتائی جاتی ہے۔ کہ اسے یونان کے مشہور بادشاہ سکندر مقدونی کے نام پر بسایا گیا تھا جس نے ملک مصر کو فتح کر لیا تھا۔ سکندر کو مقدونی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ یونان کی ایک ریاست مقدونیہ کا حاکم تھا۔

ڈاکٹر لیبان نے لکھا ہے۔ دوسری صدی عیسوی میں یہ شہر ۵۰۶۴ گز لمبا اور ۱۹۶۷ گز چوڑا تھا۔ ایک بہت بڑی سڑک اس کے بیچوں بیچ سے گذرتی تھی اور اس سڑک کے بالکل سامنے سمندر میں ایک خوبصورت جزیرہ تھا جس کا نام سیزاس تھا۔ اس جزیرے میں مرمر نام کے قیمتی پتھر سے روشنی کا ایک بہت بڑا مینار بنایا گیا تھا۔ یہ مینار ان چیزوں میں

Marfat.com

گنا جاتا تھا۔ جنہیں دنیا کے عجائبات کہا جاتا ہے۔

شہر سکندریہ اور جزیرے کو آپس میں ملانے کے لیے ایک بہت بڑا اور مضبوط پل بنایا گیا تھا۔ اس پل کی لمبائی تیرہ سو گیارہ گز تھی[1]۔

اوپر کی سطروں میں ہم نے آپ کو یہ بات بتائی ہے کہ مصر ایک مشہور اسلامی ملک ہے۔ یہ ملک براعظم افریقہ میں آباد ہے۔ اور دنیا کے بہت پرانے ملکوں میں گنا جاتا ہے۔ تاریخ لکھنے والوں نے لکھا ہے دنیا میں اچھی طرح زندگی گذارنے کے قاعدے قانون سب سے پہلے اسی ملک کے رہنے والوں نے بنائے اور کام میں آنے والی ضروری چیزوں کے ایجاد کرنے والے بھی یہی ہیں۔

پرانے زمانے میں مصر پر جو بادشاہ حکومت کرتے تھے انہیں فرعون کہتے تھے۔

فرعونوں کی حکومت کے بعد اس ملک پر کئی اور خاندانوں کی حکومت رہی۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے پیدا ہونے سے ۳۲۳ سال پہلے یعنی ۳۲۳ سنہ ق م میں اس ملک کو سکندر کے ایک سالار بطلیموس نے فتح کیا۔ اس خاندان کی حکومت ۲۷۲ سال تک رہی۔ قلوپطرہ اس خاندان کی آخری ملکہ تھی۔

---

[1] ڈاکٹر لیبان۔

Marfat.com

مسلمانوں نے اس ملک کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں فتح کیا۔ اسے فتح کرنے والے سالار کا نام حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہے۔

سنہ ۸۶۸ء میں خاندان طولون نے حکومت قائم کی۔

سنہ ۹۳۴ء سے سنہ ۹۷۲ء تک خاندان رخشندیہ کی حکومت رہی۔

سنہ ۹۷۲ء سے خاندان بنی فاطمہ کا دور شروع ہوا۔ سنہ ۱۲۵۰ء تک رہا ان کی حکومت کا خاتمہ ان فوجی سرداروں نے کیا جن کی حیثیت پہلے غلاموں کی تھی اور جو ملوک کہلاتے ہیں۔ ان کے دو خاندان ترکمان اور چرکسی ۱۵۱۷ء تک حکومت کرتے رہے۔ اس کے بعد اس ملک پر ترکی کے سلطان کی حکومت قائم ہو گئی۔

محمد علی پاشا نامی ایک عقل والے سردار نے ترکوں سے آزادی حاصل کر کے اپنی حکومت قائم۔ درمیان میں انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ اور اب یہ ملک خدا کے فضل سے آزاد ہے۔ یہاں مسلمانوں کی اپنی حکومت ہے اور اس بات کی کوشش کی جا رہی ہے کہ عرب کے سارے ملک اکھٹے ہو کر ایک ملی جلی حکومت بنا لیں تاکہ آسانی کے ساتھ اپنی آزادی کی حفاظت کر سکیں۔

Marfat.com

مسلمانوں کی ایجادیں

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے۔ استعمال کی جتنی چیزیں ہیں۔
وہ سب یورپ کے رہنے والوں نے ایجاد کی ہیں۔ اس میں شک
نہیں اپنی ترقی کے زمانے میں ان لوگوں نے بھی بہت سی کام کی چیزیں
ایجاد کی ہیں۔ لیکن یہ سمجھنا کسی طرح بھی ٹھیک نہیں کہ جو کچھ بنایا ہے
سب ان ہی لوگوں نے بنایا ہے اور جو کچھ ایجاد ہوا ہے۔ سب انہی
کے دماغوں کی پیداوار ہے۔

ہمارے کام آنے والی کتنی ہی ضروری چیزیں ایسی ہیں جو
مسلمانوں نے ایجاد کی ہیں۔ یہ بات ہم نے یونہی نہیں لکھ دی بلکہ اسے
یورپ کے رہنے والے انصاف پسند عالم بھی مانتے ہیں۔ مثال
کے طور پر :-

گھڑی سب سے پہلے مسلمانوں نے ایجاد کی۔ جس کاریگر نے

Marfat.com

بہ حد سے زیادہ مفید چیز بنائی اس کا نام علی بن تغلب الساعاتی
تھا اور وہ بغداد کا رہنے والا تھا۔

خلیفہ منصور عباسی کے زمانے میں مسلمانوں نے لکھنے کے
کاغذ بنانے کا سب سے پہلا کارخانہ قائم کیا۔ اس کا انتظام خلیفہ
کے وزیر فضل بن یحییٰ برمکی نے کیا تھا۔

غریب لیکن ہوشیار اور محنتی طالب علموں کو وظیفے دینے کا
اچھا طریقہ سب سے پہلے مسلمانوں نے شروع کیا[1]۔

---

[1] مسٹر فلپ کے حتی۔

Marfat.com

مدرسہ نظامیہ

حضرت امام غزالی، شیخ سعدی شیرازی اور عمر خیام وغیرہ بہت سے نامور مسلمانوں کی زندگی کے حالات میں یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ ان بزرگوں نے مدرسہ نظامیہ بغداد میں تعلیم حاصل کی تھی۔

مدرسہ نظامیہ دنیا کی سب سے پہلی یونیورسٹی ہے جو اعلیٰ تعلیم کے لئے قائم کی گئی تھی۔ موجودہ زمانے میں دُنیا کی ہر قوم اور ہر ملک نے بڑے بڑے دارالعلوم اور یونیورسٹیاں قائم کرائی ہیں اور بعض قوموں کو اپنے ان اداروں پر فخر ہے۔ ان کا فخر کرنا بے جا بھی نہیں لیکن اس سلسلے میں ہر انصاف پسند شخص یہ بات مانتا ہے کہ ایسا تعلیمی ادارہ قائم کرنے کا فخر سب سے پہلے مسلمانوں کو حاصل ہوا۔

مدرسہ نظامیہ بغداد کی بنیاد اب سے تقریباً نو سو برس پہلے ۱۰۶۶ء میں ملک شاہ سلجوقی کے وزیر نظام الملک طوسی نے رکھی تھی اور اس کے نام کی مناسبت سے اس کا نام مدرسہ نظامیہ رکھا گیا تھا۔

اس اسلامی یونیورسٹی میں جو طالبعلم پڑھنے آتے تھے ان کی رہائش، لباس، خوراک اور کتابوں وغیرہ کا سارا خرچ حکومت برداشت کرتی تھی تعلیم دینے کے لئے بڑے بڑے عالموں کو ملازم رکھا جاتا تھا اور سرکاری خزانے سے انہیں بڑی تنخواہیں ادا کی جاتی تھیں اسلام کی تعلیم پھیلانے میں اس یونیورسٹی کا بہت حصّہ ہے۔

Marfat.com

شہر نینوہ

فرات کی وادی کا دوسرا مشہور شہر نینوہ تھا۔ یہ شہر دریائے فرات کے مشرقی کنارے پر آباد تھا۔ اور بابل کی طرح بہت بڑا اور خوبصورت تھا۔

اس شہر کی بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے سے تقریباً سوا دو ہزار برس پہلے رکھی گئی تھی۔ اور یہ عراق کی ایک اور سلطنت کا پایۂ تخت تھا۔ جسے تاریخ میں اسیریا کی حکومت کہتے ہیں جس جگہ آج کل موصل نام کا شہر آباد ہے۔ یہ شہر اس کے قریب ہی آباد تھا۔[1]

---

[1] تمدن عرب

مسجد کارودین

ایک زمانہ وہ تھا جب مسلمانوں کی سلطنت دنیا میں سب سے بڑی تھی، کوئی قوم اس کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔

اس زمانے میں مسلمان بادشاہوں نے مختلف ملکوں میں بڑی بڑی شاندار مسجدیں بنوائیں۔ ان میں اسپین کی جامع قرطبہ اوّل کی شاہی مسجد، لاہور کی شاہی مسجد کے شہر بغداد کی جامع مسجد اور مراکش کی مسجد کارودین وغیرہ خاص طور سے مشہور رہی ہیں۔

مسجد کارودین مراکش کے شہر فیض میں ہے اور اس کی شان کا اس بات سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس کے اندر ۳۶۶ ستون ہیں جو چھت کو تھامے ہوتے ہیں۔ مسجد کے اندر داخل ہونے کے لئے اٹھارہ دروازے ہیں۔ روشنی کے لئے جو فانوس لگایا گیا ہے۔ اس کا وزن ۱۷۶۳ پونڈ ہے اور اندر ۵۰۹ بتیاں روشن ہوتی ہیں۔ اس فانوس کے علاوہ ۷۰۰ بتیاں اور ہیں۔

محمد شریف شاہ کاتب - نومبر 1963

Marfat.com

اسلامی معلومات

آسان زبان میں اسلامی، تاریخی،
اور مذہبی باتوں کا دلچسپ حال

نظر زیدی

احسن برادرز چوک انارکلی لاہور